ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

مضمون نماز اور حضور قلب
تحریر ریاض باجوہ ص ۱۹

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

اگست ۱۹۹۹ء

درجہ لقا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اور اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اُس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اُس کا اثر پڑا کہ کوئی اُن میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اُس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی اُن میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اِسی معجزہ کی طرف اللہ جلشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

یعنی جب تو نے اُس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۵)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۷۸ ہش

اگست ۱۹۹۹ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:- قاضی منیر احمد
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ——— ۴۰
شمارہ نمبر ——— ۸

شرح چندہ

پاکستان ——— ساٹھ روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ——— چھ روپے

اداریہ

”صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔“

بیعت کیا ہے ایک صاحب ایمان انسان کا اپنی تمام خواہشات و مرضیات‘ جان و مال‘ عزت و آبرو اور ہر اس عطا کو جو اسے دی گئی اور تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو خدا کے مامور کے سپرد کرنا ہے۔ تب وہ اس مامور کی روحانی ابوت کے ناطہ سے اس کی روحانی اولاد کہلاتا ہے اور اس کے گھر کا حصہ قرار پاتا ہے۔

بیعت کے نتیجہ میں اعلیٰ درجہ کا اتحاد اور محبت و اخوت‘ پیدا ہوتے ہیں۔ قومی یک جہتی اور یگانگت جنم لیتی ہے اعلیٰ قواء اور صلاحیتوں کے لئے اطاعت کا جذبہ مہمیز کا کام دیتا ہے۔ اور اس طرح الٰہی سلسلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے کشتی نوح میں بیعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

”واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اُس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے میں اُن کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الدّار میں آنے والوں کے لئے جو اُمور بیان فرمائے ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

- ”وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے وہ اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے .... یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اُس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ......“
- ”....اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔“

○ "..... اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو......... کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ......"

○ "...... خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ......"

○ "چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔"

○ "اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو۔"

○ "تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو....... سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔ تا تم بخشے جاؤ"

○ "تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔"

○ "تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو۔ تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔"

○ "قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

○ "...... سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ...... اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے...... یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۰ تا ۱۴)

یہ چند اہم باتیں ہیں جن کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں فرمایا ہے۔ اور ان تعلیمات پر عمل کر کے ہی ایک احمدی آپ کے روحانی گھر میں محفوظ و مامون ہو سکتا ہے
اللہ تعالیٰ ہمیں بیعت کی حقیقت کے مطابق اخلاص و وفا سے سعی و عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

امام الکلام

بیعت کی حقیقت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رہی حقیقت بیعت کی۔ سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے۔ اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دیکر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے۔ جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے۔ اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو۔ اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پا کر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔ سو اگر اس بیعت کے ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہو تو سخت بد ذاتی ہو گی کہ کوئی سخت دانستہ اس سے اعراض کرے۔ عزیز من! ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک سمندر بھی پی کر سیر نہیں ہو سکتے۔ پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاھے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اس کی اصل فلاسفی کو ذہن میں رکھ کر یہ خرید و فروخت ہم سے کر لے۔ اور اگر اس کے پاس ایسے حقائق اور معارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے اور یا اس پر وہ قرآنی علوم کھولے گئے ہوں جو ہم پر نہیں کھولے گئے۔ تو بسم اللہ وہ بزرگ ہماری غلامی اور اطاعت کا ہاتھ لیوے۔ اور وہ روحانی معارف اور قرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطا کرے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۸)

کلام الامام

دعویٰ ایمان اور ابتلاء و آزمائش

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود....... فرماتے ہیں:

".......خدا تعالیٰ تو ہمیشہ سے جانتا ہے کہ کون مومن ہے اور کون نہیں مگر بندے نہیں جانتے اور جب تک اللہ تعالیٰ کا ازلی علم وقوعہ سے نہ بدل جائے وہ شک میں رہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ طرح طرح کے فتنوں میں ڈال کر جب کہ مومن اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں دنیا کو یہ یقین دلا دیتا ہے کہ یہ سچے مومن ہیں۔ اور اگر ابتلاء کے موقعہ پر کوئی پھسل جائے تو خدا تعالیٰ کا ازلی علم جو اُس کے جھوٹے ہونے کے متعلق تھا علم وقوعہ میں بدل کر دوسرے انسانوں کو بھی یقین دلا دیتا ہے کہ وہ کمزور ایمان والا تھا اور اس طرح خدا تعالیٰ کے سلوک پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔

........اللہ تعالیٰ نے قاعدہ کلیہ کے طور پر یہ امر بیان فرمایا ہے کہ دعویٰ ایمان اور ابتلاء و آزمائش لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ مومنوں کو صرف ان کے دعوی ایمان کی وجہ سے ہی کامل مومن سمجھ لیا جائے اور انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے۔ اس طرح نہ پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ چنانچہ دیکھ لو جن لوگوں نے کسی زمانہ میں بھی سچا دین قبول کیا اُن کے ئے فوراً ہی آرام اور سکھ کا راستہ نہیں کھولا گیا۔ بلکہ پہلے پہل تو یہی ہوا کہ جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ بھی انہیں دینا پڑا۔ اگر کچے گھروں والے تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ ان کے محل بن جاتے وہ گھر بھی انہیں چھوڑنے پڑے۔ اگر قوموں میں معزز تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ بادشاہ اور حکمران بن جاتے انہیں پہلی عزتیں بھی چھوڑنی پڑیں۔ اگر مالدار تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ ان کا مال دگنا' چوگنا' بیس گنا اور ہزار گنا ہو جاتا' انہیں اپنا پہلا مال بھی ترک کرنا پڑا۔ اگر لوگوں سے تعلقات تھے تو دین قبول کرنے کے بعد بجائے اس کے کہ ان کے تعلقات وسیع ہو جاتے وہ بھی کٹ گئے۔ غرض جو راحت' آرام' عزت' دولت' طاقت اور رسوخ انہیں پہلے حاصل تھا۔ وہ بھی جاتا رہا۔ اور بجائے فوراً سکھ ملنے کے بظاہر انہیں دکھ ملا۔ یہاں تک کہ خدا کے لئے انہیں اپنے وطنوں کو بھی چھوڑنا پڑا......."

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۵۷۷-۵۷۸)

عربی منظوم کلام

وَ وَاللّٰهِ لَوْلَاحُبُّ وَجْهِ مُحَمَّدٍ لَمَا كَانَ لِیْ حَوْلٌ لِاَ مْدَحَ اَحْمَدَا

اور خدا کی قسم! اگر مجھے محمد کے چہرے کی محبت نہ ہوتی تو مجھے کوئی طاقت نہ ہوتی کہ احمد کی مدح کر سکوں

فَفِیْ ذَاكَ اٰیَاتٌ لِّكُلِّ مُكَذِّبٍ حَرِیْصٍ عَلٰی سَبٍّ وَ اَلْوٰی كَالْعِدَا

اس میں ہر اس تکذیب کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں جو گالیاں دینے پر حریص اور دشمنوں کی طرح پیچھے پڑنے والا جھگڑالو ہے

وَكَمْ مِّنْ مَّصَائِبَ لِلرَّسُوْلِ اَذُوْقُهَا وَ كَمْ مِّنْ تَكَالِیْفٍ سَئِمْتُ تَوَدُّدَا

اور بہت سی مصیبتیں ہیں کہ رسول اللہ کی خاطر میں انہیں چکھ رہا ہوں اور بہت سی تکلیفیں ہیں جو میں نے محبت کی وجہ سے برداشت کی ہیں

وَغَمٍّ یَّفُوْقُ ظَلَامَ لَیْلٍ مُّظْلِمٍ وَهَوْلٍ كَلَیْلِ السَّلْخِ یُبْدِیْ تَهَدُّدَا

اور بہت سے غم ہیں جو تاریک رات کی ظلمت سے بھی زیادہ ہیں اور بہت سی دہشتیں ہیں جو سلخ کی رات کی طرح ڈراؤنی ہیں

فَاَسْئَمُ تِلْكَ الْمِحَنَ مِنْ ذَوْقِ مُهْجَتِیْ وَاَسْئَلُ رَبِّیْ اَنْ یَّزِیْدَ تَشَدُّدَا

یہ سب مصیبتیں میں اپنے دلی ذوق سے سہہ رہا ہوں۔ اور میں اپنے رب سے طالب ہوں کہ وہ ان میں اور زیادتی کرے

وَمَوْتِیْ بِسُبُلِ الْمُصْطَفٰی خَیْرُ مِیْتَةٍ فَاِنْ فُزْتُهَا فَسَاُحْشَرَنْ بِالْمُقْتَدٰی

اور مصطفیٰ کی راہ میں میری موت بہترین موت ہے۔ اگر میں اس (موت کے حاصل کرنے) میں کامیاب ہو جاؤں تو میں ضرور اپنے پیشوا کے ساتھ اٹھایا جاؤں گا

سَاُدْخَلُ مِنْ عِشْقِیْ بِرَوْضَةِ قَبْرِهٖ وَ مَا تَعْلَمُ هٰذَا السِّرَّ یَا تَارِكَ الْهُدٰی

میں اپنے عشق کی وجہ سے آپ کی قبر کے باغ میں داخل کیا جاؤں گا اور اے تارک ہدایت! تو اس راز کو نہیں جانتا۔

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۹۵)

فارسی منظوم کلام

منکہ رہ بُردم بخوبی ہائے بے پایانِ تو　　جاں گدازم بہرِ تو گر دیگرے خدمتگزار

میں چونکہ تیری بے انتہا خوبیوں کا تجربہ رکھتا ہوں اس لئے اگر دوسرے خدمت کے لئے حاضر ہیں تو میں تیرے لئے جان فدا کرنے کو تیار ہوں

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے تو ام　　وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اے نبی اللہ میں تیرے بال بال پر فدا ہوں اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں ان سب کو قربان کر دوں

اتباع و عشق رویت از رہِ تحقیق چیست　　کیمیائے ہر دلے اکسیرِ ہر جانِ فگار

تیری اتباع اور تیرا عشق ہر دل کے لئے کیمیا اور ہر زخمی جان کے لئے اکسیر ہے

دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز است آں دلے　　ور نثارِ تو نگر دو جاں کجا آید بکار

دل اگر تیری محبت میں خون نہیں تو وہ دل ہی نہیں اور جو جان تجھ پر قربان نہ ہو وہ جان کس کام کی

دل نمے ترسد بہرِ تو مرا از موت ہم　　پائداری ہا ببیں خوش میروم تا پائے دار (صلیب)

تیری محبت میں میرا دل موت سے بھی نہیں ڈرتا میرا استقلال دیکھ کہ میں صلیب کے نیچے خوش خوش جا رہا ہوں

راغب اندر رحمتت یا رحمۃ اللہ آمدیم　　ایکہ چوں ما بر درِ تو صد ہزار امیدوار

اے اللہ کی رحمت ہم تیرے رحم کے امید وار ہیں تو وہ ہے کہ ہم جیسے لاکھوں تیرے در کے امیدوار ہیں

یا نبی اللہ نثارِ رُوئے محبوب تو ام　　وقف راہت کردہ ام ایں سر کہ بر دوش ست بار

اے نبی میں تیرے پیارے مکھڑے پر نثار ہوں میں نے اس سر کو جو کندھوں پر بار ہے تیری راہ میں وقف کر دیا ہے

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۶)

خدا کی خاطر جو قناعت کرتے ہیں اللہ ان کو لامتناہی دیتا ہے

بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے

احباب جماعت کو قناعت اختیار کرنے کے متعلق نہایت اہم نصائح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ جرمنی سے خطاب برموقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲۔ ظہور ہجری شمسی بمقام (مئی (Mai مارکیٹ منہائم)(Mannheim جرمنی)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الحج کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ　　(الحج:۳۷)

قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اور مضامین کے علاوہ ایک یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وَاَطْعِمُوا القَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ کہ وہ جو قانع ہے اس کو بھی کھلاؤ اور وہ جو غربت کی وجہ سے پریشان حال ہے اَلْمُعْتَر اس کو بھی کھلاؤ۔

میں نے اس لجنہ کے اجلاس کے لئے قناعت کا مضمون چنا تھا اور کل شام تک تمام علماء جن کو اس مضمون پر آیات اور روایات اکٹھی کرنے کو کہا گیا تھا انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھالئے کہ قانع کا تو صرف ایک ہی جگہ ذکر آتا ہے بلکہ ایک مُقْنِعِی کا لفظ ہے جو اور معنوں میں استعمال ہوا ہے اور سارے قرآن کریم میں قناعت کا ذکر ہی کوئی نہیں اور اسی طرح احادیث میں بھی کوئی ذکر نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بعض دفعہ علماء کو یہ عادت ہوتی ہے کہ لفظ کی پیروی کرتے ہیں، مضمون کی پیروی نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن کریم قناعت کے مضمون سے بھرا پڑا ہے اور لفظ قناعت کے نیچے نہیں بلکہ دوسری آیات میں جہاں لفظ قناعت استعمال نہیں ہوا لیکن قناعت کا مضمون استعمال ہوا ہے اور یہ آیات بکثرت ملتی ہیں میں نے بھی نمونۃً دو آیات چنی ہیں۔ جو آپ کے سامنے رکھوں گا تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ قناعت ہی کا مضمون ہے لیکن الفاظ دوسرے استعمال ہوئے ہیں۔ پس وہ مضمون جس

کے لئے مواد ہی نہیں مل رہا تھا وہ اتنا مواد اکٹھا ہو گیا کہ اب اس کو سمیٹنا مشکل ہے۔ اس لئے اس میں سے بھی میں نے کچھ حصہ چنا ہے اور جو اہم باتیں میں آپ کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے آج پیش کر سکوں گا۔

قناعت پر آپ کو کیوں مخاطب کیا جا رہا ہے۔ دراصل اس کا تعلق بھی ایثار سے ہی ہے اور ایثار کا مضمون میں نے کل بیان کر دیا تھا۔ ....(دعوت الی اللہ) کے لئے لوگوں کو ایثار سے کام لینا پڑتا ہے۔ لیکن اگر قناعت ساتھ نہ ہو تو ایثار کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔

بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے۔

اور اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جرمنی میں بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے۔ اور قناعت کا جو مضمون لغت سے ثابت ہوا ہے اور اس مضمون کی آیات بھی ملتی ہیں اور روایات بھی ملتی ہیں اس کے نتیجے میں قناعت کا مضمون آج آپ کے لئے بہت بر محل ہے۔ اور جیسا کہ میں لغت کے استعمال سے ابھی آپ کو دکھاؤں گا۔ لفظ قناعت تو ایسے معنی رکھتا ہے کہ جو بے حد، بہت ہی متفرق جگہوں پر اطلاق پاتے ہیں اور ان کا خصوصی تعلق خواتین سے ہے۔ یہ پہلو قرآن کریم کی آیات پر غور سے سمجھ آتا ہے ورنہ سرسری طور پر اگر آپ لفظ قناعت کو ڈھونڈیں گے تو یہ باتیں نہیں ملیں گی۔

سب سے پہلے میں آپ کے سامنے لغت کے اعتبار سے بتاتا ہوں کہ قناعت کے کیا معنی اہل لغت نے بیان کئے ہیں۔ اور جو بہت ہی مستند لغت کی کتابیں ہیں ان میں سے میں نے یہ معنی چنے ہیں۔

قَنِعَ قَنَاعَةً کا ایک مطلب ہے رَضِیَ بِمَا اُعْطِیَ جو کچھ دیا گیا اس پر راضی ہو گیا۔

دوسرا معنی ہے یُسَمَّی السَّائِلُ فَاِنَّمَا لِاَنَّهٗ رَضِیَ بِمَا یُعْطٰی۔ اس سائل کو، اس مانگنے والے کو قانع کہتے ہیں جسے جو دیا جائے وہ اس پر راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان معنوں میں قانع کا ایک اور معنی ابھرتا ہے جو میں اپنے تفصیلی بیان میں آگے بیان کروں گا۔ اس وقت میں صرف عنوانات پڑھ رہا ہوں۔

قَنَعَتِ الْمَرْاَةُ۔ عورت نے حجاب پہنا۔ یہ قناعت کا اصل لغوی معنی ہے۔ کیونکہ قناعت کے لفظ میں حجاب شامل ہے۔ مرد کے لئے جب وہ ڈھال پہنے اور ڈھال کے پیچھے چھپے اس کے لئے بھی لفظ قَنَاعَةٌ استعمال ہوتا ہے۔

مفردات راغب میں امام راغب فرماتے ہیں کہ بنیادی معنی ہے ہی یہی۔ اپنے آپ کو ڈھانپ کے رکھنا یہ قناعت ہے۔ کن معنوں میں آپ پر یہ اطلاق پائے گا اس کی تفصیل میں انشاء اللہ بعد میں بیان کروں گا۔

قَنَعَ، یَقْنَعُ قُنُوْعًا: سَاَلَ وَتَذَلَّلَ۔ یعنی اللہ کے حضور یہ لفظ اطلاق پاتا ہے لوگوں کے حضور نہیں۔ کہ سوال کیا خدا سے اور بے حد تذلل اختیار کیا۔ اور جو خدا نے دیا پھر اس پر راضی ہو گئے۔ یعنی دعائیں عمر بھر

کیں، رو رو کر کیں لیکن جو نہیں ملا اس پر شکوہ نہیں۔ جو خدا نے دے دیا اس پر راضی ہو گئے۔ اور یہی مضمون آپ کے بچوں پر بھی اطلاق پائے گا جب آپ ان کو سمجھائیں گی اور رہنے کے سلیقے سکھائیں گی۔

قَنَعَتِ الاِبِلُ وَالشَّاۃُ مَالَتْ لِمَاْوٗھَا وَاَقْبَلَتْ نَحْوَ اَصْحَابِھَا۔ اونٹ یا بکری جب اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹتے ہیں تو کہتے ہیں۔ یہ بھی قناعت ہے۔ مثلاً جب آپ کے بچے باہر نکل کر آپ کی طرف لوٹیں گے تو یہ بھی ان کا ایک قناعت کا انداز ہے۔ یعنی باہر سے راضی نہ ہونا اور گھر سے راضی ہو جانا۔

قَنَعَ الْجَبَلَ۔ یہ چھٹا معنی بہت ہی عظیم الشان معنی ہے۔ جس کا مطلب ہے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور یہاں قناعت میں یہ مطلب نہیں ہے کہ بلندی نہ حاصل کر سکے اور راضی ہو جائے۔ قناعت کا یہ مطلب بنے گا کہ جتنی طاقت، استطاعت ہے اس کو پوری طرح استعمال کرے۔ اور پھر اس کے نتیجے میں جو سربلندی حاصل ہو وہ حاصل ہو کر رہے۔ یہ بھی قناعت کے لغوی معنوں میں داخل ہے۔ اور ایک ساتواں معنی بھی تھا وہ کہیں رہ گیا ہے غالباً۔

بہرحال اب میں آپ کے سامنے تفصیل بیان کروں گا اس مضمون کی۔ میں نے بتایا تھا کہ قرآن کریم میں مختلف آیات ملتی ہیں جن میں قناعت ہی کا مضمون ہے۔ ان میں سے صرف دو آیات میں مثال کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سورۃ طٰہٰ میں آیت ۱۳۲۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَھُمْ فِیْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ○ اپنی آنکھیں کھینچ کر اس طرف نہ پھیلاؤ یعنی تمہاری نظریں پیچھا نہ کریں جو ہم نے دنیا میں بسنے والے جوڑوں کو عارضی نعمت کے طور پر عطا کیا ہے۔ لِنَفْتِنَھُمْ فِیْهِ یہ اس لئے عطا فرمایا ہے کہ ان کی اس دنیا میں آزمائش کی جائے۔ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اور اللہ جو رزق عطا فرماتا ہے یا اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے وہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

اب دیکھیں حرف بحرف قناعت کا مضمون ہے۔ غیروں کو جو کچھ عطا ہوا اس پر حرص نہ کرو، ان پر حسد نہ کرو، اس پر رشک کی نگاہ نہ ڈالو۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس پر راضی ہو جاؤ جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جو خدا عطا فرماتا ہے وہ تھوڑا بھی ہو تو بہتر ہے اور اَبْقٰی ہے ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والا ہے۔ تو قناعت کے مضامین تو قرآن کریم میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔ اور یہ آیت جو میں نے مثال کے طور پر پیش کی ہے یہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرما رہی ہے۔

پھر فرمایا سورۃ البقرہ آیت ۲۷۴۔ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ

اِلْحَافًا وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ O کہ یہ صدقات لِلْفُقَرَآءِ فقراء کے لئے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جو خدا کی راہ میں روک دیئے گئے یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں انہوں نے گویا قید کی صعوبت برداشت کی محض اللہ کی خاطر ان کو ایک جگہ محصور کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وہ زمین میں چلنے پھرنے اور گھومنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اب یہاں فی سبیل اللہ روک دیا گیا میں ایک ان کے نفس کی خواہش بھی شامل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے اصحاب الصفہ ایسے تھے جو....... آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ ؐ کے قرب کی خواہش میں انہوں نے گویا خود اپنے پر سفر حرام کر لیا تھا۔ اور بعض دفعہ ان کو بھوک ستاتی تھی تو باہر جا کر لکڑیاں کاٹ لایا کرتے تھے۔ یعنی قناعت کا مضمون ہر پہلو سے ان پر چسپاں ہو رہا تھا۔ اس تھوڑے سے رزق پر گزارہ کر رہے تھے جو لکڑیاں کاٹنے کے نتیجے میں محض بھوک مٹانے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ اور اس بات پر قناعت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرمائیں وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ آپ ؐ کا چہرہ دیکھنا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ پس دیکھیں قرآن کریم تو قناعت کے مضامین سے بھرا پڑا ہے اور کثرت سے ایسی احادیث ملتی ہیں جو ان آیات کی تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کے صحابہ ؓ کے اسوہ کو پیش کرتی ہیں۔

فرمایا یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ اتنا بچتے ہیں اپنے فخر کو ظاہر کرنے سے کہ ان کی اس غیرت کو جو انہوں نے اپنے اوپر پردہ سا ڈال رکھا ہے غیر سمجھتا ہے کہ یہ امیر لوگ ہیں۔ ان کو ضرورت ہی کوئی نہیں۔ اب یہ بھی قناعت کا ایک بہت ہی باریک مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے تَعَفُّف کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا۔ وہ بچتے ہیں لوگوں پر اپنی غربت کے اظہار سے۔ اور حیا کرتے ہیں اس بات سے کہ لوگوں پر ان کی غربت ظاہر ہو۔ پس حیا کے پردے کو بھی قناعت ہی کہتے ہیں اور قناعت کے لفظی معنوں میں پردہ داخل ہے۔

پھر فرمایا۔ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے چہروں کی نشانیوں سے ان کو پہچانتا ہے۔ بولتے نہیں۔ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا کبھی بھی وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ اور جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو اللہ اس کا علم رکھتا ہے۔ یہاں بھی دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ تم لوگ جو ان پر مخفی ہاتھ سے خرچ کرو گے اس لئے کہ ان کی غیرت کو للکارا نہ جائے۔ یہ حیا کا پردہ بھی رکھیں اور خاموشی سے قبول بھی کر لیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے۔ اس لئے یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ کی خاطر تعفف کرنے والے، بچنے والوں کے اوپر جو تم چھپے ہوئے ہاتھ سے خرچ کرو گے اللہ کو اس کا علم نہیں۔

اب اس مضمون پر بھی روایات ملتی ہیں، حیرت انگیز روایات۔ صحابہ راتوں کو نکل جاتے تھے اور یہ سمجھ کر

کہ شاید محتاج ہو کسی کے ہاتھ میں کچھ تھما کے نکل جایا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ امیروں کو بھی دے دیتے تھے لیکن اخفاء کا اس قدر شوق تھا کہ دنیا کی نظر میں یہ نیکی نہ آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَاتُنْفِقُوْامِنْ خَیْرٍ جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ لوگ جن کا گزارہ نہایت معمولی طور پر لکڑیاں بیچ کر ہوا کرتا تھا یہ بھی خرچ کرتے تھے اور ان کا خرچ قناعت کا ایک عظیم الشان مضمون پیش کر رہا ہے۔ کیونکہ پاس کچھ نہ ہو یا جتنا ہو اس میں سے کچھ خرچ کرو یہ قناعت ہے۔ اور ثابت ہے صحابہ کی روایات سے کہ یہ لوگ خدا کی راہ میں جتنی توفیق ملتی تھی کچھ بچاتے تھے اور خرچ بھی کرتے تھے۔ پس قناعت کا مضمون جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بے انتہا وسیع ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبے پر پھیلا پڑا ہے۔

خواتین سے خصوصیت سے اس کا تعلق ہے کیونکہ قَنَّعَ کا بنیادی مطلب ہی پردہ اوڑھنا ہے۔ چہرے کو ڈھانپنا قناعت کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور باقی جتنے معانی میں نے بیان کئے ہیں وہ اسی لفظی ترجمے سے نکلے ہیں۔ عورت تبھی قانع ہوگی جب وہ اپنے آپ کو ڈھانپے گی۔ ورنہ اس لفظ کے بنیادی مضمون سے ہی وہ غافل ہے۔ اس پہلو سے آپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کا ایک بہت اچھا گر ہاتھ آگیا۔ آپ کی بچیاں جو باہر نکلتی ہیں اور باہر کے ماحول میں جا کر چہرے سے پردے اٹھا دیتی ہیں ان کو بتانا چاہئے کہ اللہ جانتا ہے جو تم کر رہی ہو۔ اور قناعت کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے بدن کو سمیٹ کر او راپنے چہرے کو جس حد تک چلنے پھرنے کے لئے ضروری ہے اس حد تک ننگا کرو اور باقی حصے کو ڈھانپو۔

پس دوسرا امر جو اس ضمن میں آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے اس سائل کو قانع کہتے ہیں جو اسے جو کچھ دیا جائے اس پر راضی ہو جائے۔ پس اس سلسلہ میں آپ اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ ان کو جو کچھ آپ دیں اس پر وہ راضی ہو جایا کریں۔ اور پیچھے پڑ کر مانگنے کی عادت نہ ہو۔ کیونکہ بچوں کو علم ہونا چاہئے کہ مائیں ان کو جو کچھ دیتی ہیں وہ اپنی طاقت کے مطابق دیتی ہیں۔ استطاعت کے مطابق دیتی ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر ان سے مطالبہ کرنا ویسے ہی حماقت ہے۔ اور خواہ مخواہ تکلیف میں ڈالنے والی بات ہے۔ کیونکہ بچے جب اس سے بڑھ کر مطالبہ کرتے ہیں جو ماؤں کے پاس ہے اس کا لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ مائیں پھر جائز ناجائز کا فرق بھول جاتی ہیں اور اپنے بچوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے ناجائز طریق پر بھی کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بعض ماؤں کے متعلق میرے علم میں آتا رہتا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی چوری جائز سمجھتی ہیں اس لئے کہ اس کی جیب سے کچھ نکالا اور بچوں پر خرچ کر دیا۔ یہ بھی قناعت کے خلاف ہے۔ اگر قناعت ہوتی تو ہرگز ایسا کام نہ کرتیں۔

اور بچوں کو بھی سکھانے کی ضرورت ہے کہ جو ہم قناعت کرتی ہیں بعض دفعہ ' یہ نہیں کہ غربت کی وجہ سے

کر رہی ہیں کیونکہ قناعت کا ایک معنی یہ ہے کہ توفیق ہو اور پھر بھی کسی اعلیٰ غرض کی خاطر بچایا جائے۔ اس معنی کے اعتبار سے آپ کی جماعت کو قناعت کی بے انتہا ضرورت ہے۔ اور بچوں کو اگر آپ شروع سے سمجھا دیں کہ ہم جو قناعت کر رہی ہیں اس غرض سے کہ (دعوت الی اللہ کی) ضروریات پوری ہوں، ہمیں مہمان نوازی کرنی ہے، بہت لوگوں کے حق ادا کرنے ہیں، غیر قومیں آ رہی ہیں ان کی دیکھ بھال، ان کی تواضع کرنی ہے تو اگر ہم بچائیں گی نہیں تو کیسے خرچ کریں گی۔

پس قانع ہو جانا مال کے ہوتے ہوئے یہ اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے اور اگر آپ بچوں کو شروع سے ہی سمجھا دیں تو بچے بھی اس ثواب میں شریک ہو جائیں گے۔ بچپن سے ہی ان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت ہو گی۔ وہ دل میں یقین کر لیں گے۔ کہ ہم بھی اس سارے نظام کا حصہ بن چکے ہیں اور ہمیں جو غربت کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے یہ اللہ کی خاطر ہے۔ اور ہماری مائیں محبت کی کمی کی وجہ سے ہمارے اوپر ہاتھ نہیں روکتیں بلکہ محبت میں زیادتی کی وجہ سے روک رہی ہیں کیونکہ محبت کے اعلیٰ تقاضے یہ ہیں کہ بچوں کی ایسی عمدہ تربیت کی جائے کہ وہ خدا کے قریب تر ہوں نہ کہ اس سے دور ہٹ رہے ہوں۔ تو بچپن ہی میں لفظ قناعت نے آپ کو پردہ سکھا دیا۔ ان بچیوں کو پردہ سکھا دیا ہے جو سمجھتی ہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ کیونکہ قرآن کریم نے لفظ قانع کا جہاں جہاں بھی استعمال کیا، جن آیات میں یہ معنے بیان فرمائے ہیں وہاں پردے کا مضمون داخل ہے۔ اب قناعت کیوں نہیں کرتیں بچیاں۔ اس لئے کہ گھر میں اپنے عزیز اور محرم جب ان کو دیکھتے ہیں تو ان کو کافی نہیں سمجھتیں۔ اور یہاں بھی قناعت کا مضمون ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ ان کو غیر آنکھیں چاہئیں جو ان کو دیکھیں اور ان کی تعریف کریں اور ان کے لئے اپنے دل میں ایک حرکت محسوس کریں۔ پس یہ قناعت کے خلاف ہے۔ قناعت میں جو پردے کا مضمون ہے اُس کا اِس سے گہرا تعلق ہے۔

پس اپنی بچیوں کو سکھائیں کہ وہ اگر سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پیچھے سے کھلے بال چھوڑ دیتی ہیں تاکہ وہ پیچھے لہراتے رہیں اور دیکھنے والے بڑے پیار سے ان کو دیکھیں تو یہ قناعت کے خلاف ہے۔ قناعت اسی میں ہے کہ اپنی زینت کو بھی چھپا کے رکھیں۔ اور صرف ان پر اپنی زینت ظاہر کریں جن کو خدا اجازت دیتا ہے۔ جب ان پر آپ زینت ظاہر کریں گی یا ان پر کریں گی جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے تَعَفُّف ڈالا ہے اور حیا رکھی ہے وہ بدنیتی سے نہیں دیکھتے تو اس صورت میں قناعت کا مضمون پوری طرح صادق آئے گا۔ آپ کے معاشرے میں بچیوں کو یہ سکھانا بہت ضروری ہے اور سمجھانا ضروری ہے کیونکہ ایسا سمجھانا جو محض لفظی ہو وہ کام نہیں دے گا قناعت کا سارا مضمون سمجھانا پڑے گا۔ بچپن سے ہی ان کی تربیت کرنی ہو گی تاکہ جب وہ باہر جائیں تو اس بات پر قانع ہوں کہ اللہ نے جن کے لئے اجازت دی ہے کہ ان کے سامنے وہ بے شک بال پھیلا لیں اور وہ بد نظر سے

ان کو دیکھ ہی نہیں سکتے محرم لوگ ہیں اس پر قانع ہو جائیں۔ اور غیر لوگوں کی گندی آنکھوں سے لذت محسوس نہ کریں۔ اب یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے۔ غیر جب دیکھے گا گندی نظر سے دیکھے گا۔ تو کیوں پسند کرتے ہو اپنے لئے کہ تمہارے لئے غیروں کی ناپاک نظریں اٹھ رہی ہوں اور تم پر حرص کر رہی ہوں۔ یہ چیز رفتہ رفتہ تمہیں کھینچ کر غیر معاشرے کی طرف لے جائے گی۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم تو معمولی ساد کھاوا کر رہی ہیں۔ یہ معمولی دکھاوا وہیں نہیں ٹھہرا کرتا۔ بلکہ قناعت کے نتیجے میں ہی انسان صبر اختیار کرتا ہے اور قناعت کا فقدان ہو تو انسان ایک جگہ ٹھہرا ہی نہیں کرتا۔ تو لفظ قناعت میں دیکھو کتنے کتنے معانی پوشیدہ ہیں۔ اور ان سب پر آپ نظر رکھیں تو آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کے گہرے حکمت کے راز معلوم ہونگے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مرد کا حجاب اس کی ڈھال ہے۔ اس کے پیچھے چلتا ہے۔۔ تو اس لئے اس کو ڈھال کہتے ہیں کہ وہ ایک قسم کا حجاب ہے۔ اسی لئے فقر کے لئے جب وہ پردہ کرتا ہے تو وہ بھی حجاب کہلاتا ہے۔

اب جہاں تک اللہ کے حضور مانگنے کا تعلق ہے تو اس میں تذلل اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور پیچھے پڑ کر مانگنا چاہئے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ قناعت کر لو جو اللہ نے دے دیا بس کافی ہے۔ یہ فیصلہ خدا کرے گا کہ کتنا دینا ہے۔ مگر اس فیصلے کے اندر آپ کا تذلل اور آپ کا مانگنا بھی تو شامل ہے اس کے بعد وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس بعض لوگ ایسے فقیر ہوتے ہیں جو ہٹتے ہی نہیں جب تک ان کو مل نہ جائے۔ خدا تعالیٰ سے بھی بعض دفعہ انسان کو اسی قسم کا فقیر بننا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک بزرگ کو عادت تھی وہ مدتوں سے' سال ہا سال سے ایک دعا مانگتے چلے جا رہے تھے اور ہر دفعہ جب وہ دعا مانگتے تو آواز آتی تھی "نامقبول"۔ تیری دعا ہم نے قبول نہیں کی۔ خدا تعالیٰ یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ یہ لوگ بھی قانع ہیں۔ یعنی قناعت کا ایک معنی یہ ہے کہ مالک ہے وہ جتنا دے اس پر راضی رہو' نہ دے تو اس پر بھی راضی رہو۔ پس یہ نہایت لطیف معنی قناعت کا اس روایت سے ثابت ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کھولنی تھی اس لئے ان کے ایک مرید کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ تم بھی اس پہنچے ہوئے بزرگ کے ساتھ عبادت کرو۔ چند راتیں ان کے ساتھ کھڑا ہوا کرو۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید دنیا کو پتہ بھی نہ چلتا کہ ان کا کیا حال تھا۔ وہ چند دن' تین دن کے متعلق آتا ہے غالباً' وہ پاس کھڑا ہوا۔ وہ دعائیں کرتے تھے تو ساتھ کا آدمی سنتا بھی تھا۔ جیسے بعض دفعہ انسان اگرچہ سرگوشی میں بات کر رہا ہوتا ہے لیکن ساتھ والے آدمی کو آواز آ رہی ہوتی ہے۔ وہ سنتا رہا کہ کیا دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور ہر دعا کے بعد جو الہام ہوا وہ اس نے بھی سنا۔ وہ تھا کہ تیری دعائیں نامقبول' میں کوئی قبول نہیں کر رہا۔ تیسرے دن وہ تھک گیا کیونکہ قانع نہیں تھا۔ اس کو قناعت کا یہ مضمون معلوم ہی نہ تھا کہ قناعت کا مطلب ہے مالک جو چاہے دے' جو چاہے نہ دے اس پر قناعت کرو۔ چنانچہ وہ بول پڑا۔ اس نے کہا آپ عجیب انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے

میں نے نہیں قبول کیں آپ ضد چھوڑ ہی نہیں رہے اور بار بار وہ دعا مانگ رہے ہیں۔ عین اس وقت بڑی شدت کا الہام ہوا کہ اے میرے بندے میں نے تیری ساری عمر کی دعائیں قبول کر لیں۔ اس کو کہتے ہیں قناعت۔ یعنی خدا کی مرضی پر قناعت کر جانا مگر مانگتے چلے جانا' مانگتے چلے جانا۔ نہیں چھوڑنا اس کا پیچھا۔ پھر وہ جو بھی دے اس پر راضی ہو جاؤ۔ پس آپ اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں کہ اس رنگ میں دعائیں کیا کریں۔ مانگتے رہیں' مانگتے رہیں' پھر اللہ کی مرضی ہے وہ نہ دے تو پھر بھی راضی ہوں اس کو قناعت کہتے ہیں۔ جس طرح حضرت مصلح موعود.......... عرض کرتے ہیں

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

یہ قناعت کا ایک مضمون ہے جو نہایت عمدگی کے ساتھ حضرت مصلح موعود.......... نے بیان فرمایا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۶۔ ۲۶ اپریل ۱۹۹۹ء) (باقی آئندہ)

موصی کا فرض

"قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کرنا ہر موصی کا بحیثیت فرد اور اب موصیوں کی مجلس کا بحیثیت مجلس پہلا اور آخری فرض ہے۔ اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ وقف عارضی کی سکیم کے ماتحت زیادہ سے زیادہ موصی اصحاب اور اُن کی تحریک پر وہ لوگ حصہ لیں جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی۔ اور اُن پر یہ فرض ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر سے یہ کام شروع کریں حتّٰی کہ اُن کے گھر میں کوئی مرد' کوئی عورت' کوئی بچہ یا کوئی فرد جو اُن کے اثر کے نیچے ہو یا اُن کے پاس رہتا ہو ایسا نہ رہے کہ جسے قرآن نہ آتا ہو۔ پہلے ناظرہ پڑھنا سکھانا ہے' پھر ترجمہ سکھانا ہے' پھر قرآن کریم کے معنی' پھر اس کے علوم اور اُس کی حکمتوں سے آگاہ کرنا ہے۔"

(خطبہ جمعہ مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۰۔ اگست ۱۹۶۶ء)

(مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن۔ وقف عارضی)

یوم تحریک جدید -- ۱۶ اگست ۱۹۹۹ء

امراء کرام' صدر صاحبان اور مربیان سے درخواست ہے کہ مورخہ ۶۔ اگست کو (یا مناسب حال) یوم تحریک جدید منائیں جس میں تحریک جدید کے مطالبات کی طرف توجہ دلائی جائے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

نوادرات حدیث

از: مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے ایم۔ لٹ آ کسن

احادیث کو صحیح حسن اور ضعیف احادیث میں اس بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے کہ ان کی سند اور متن کی کیا کیفیت ہے اور کسی حدیث کے راویوں کا مرتبہ کیا ہے۔ تاہم اس اعتبار سے بھی احادیث کو تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ کوئی حدیث کتنے راویوں سے ہمیں پہنچی ہے۔ یعنی اس کی سند کی ہر کڑی میں راویوں کی کتنی تعداد ہے۔ اس لحاظ سے احادیث کی دو بڑی قسمیں بنتی ہیں۔

الف۔ حدیث متواتر۔ ب۔ حدیث احاد (اس کا مفرد حدیث واحد یا خبر واحد ہے۔)

حدیث آحاد کی چار قسمیں ہیں۔ ا۔ مشہور ۲ مستفیض ۳ عزیز ۴ غریب

تاہم جو آئمہ حدیث "مستفیض" کو "مشہور" میں شامل کرتے ہیں وہ تین قسمیں بناتے ہیں۔

حدیث متواتر

وہ حدیث ہے جس کی سند مُتَّصِل مُسْنَدْ ہو اور جس کی سند کی ہر کڑی میں راویوں کی تعداد ایسی کثیر ہو کہ جس تعداد کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا عقلاً اور عادتاً محال ہو۔ اس میں اختلاف ہے کہ تعداد کتنی ہونی چاہیے۔ جمہور آئمہ حدیث کی رائے میں ۱۰ سے ۷۰ تک ہونی چاہیے۔ متواتر حدیث کی یہ بھی شرط ہے کہ راوی "سَمِعْنَا' رَاَیْنَا' اَخْبَرَنَا۔" وغیرہ جیسے الفاظ سے روایت بیان کرے۔ جن کا حسیات سے تعلق ہے اور ایسے الفاظ استعمال نہ کرے جیسے "کہا جاتا" "بیان کیا گیا ہے" وغیرہ

متواتر حدیث کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ الف۔ متواتر معنوی ب۔ متواتر لفظی۔

متواتر لفظی

وہ حدیث ہے جس کو رواۃ کی ایک کثیر تعداد لفظاً و معناً بیان کرے۔ مثلاً یہ حدیث کہ "مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا ...." کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔" یہ حدیث کم از کم ستر صحابہ سے بیان ہوئی ہے۔ اور اس کی سند کی ہر کڑی میں کثرت سے رواۃ پائے جاتے ہیں۔ اس طرح موزوں پر مسح والی حدیث۔ شفاعت کی حدیث وغیرہ۔ متواتر احادیث ہیں۔

متواتر معنوی

وہ حدیث ہے جو اپنے معنی یعنی مضمون کے اعتبار سے متواتر ہو۔ گو لفظاً لفظاً بیان نہ ہوئی ہو۔ مثلاً یہ حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے بڑی

کثرت سے مختلف مواقع کے حوالوں سے بیان ہوئی ہے۔ ان مواقع کے بیان پر مشتمل احادیث مختلف الفاظ میں موقع کے مطابق بیان ہوئی ہیں لیکن دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا مضمون ہر مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

احاد احادیث کے مقابل پر متواتر احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔ ہر ایسی حدیث جو متواتر نہ ہو وہ خبر واحد کہلاتی ہے۔ (احاد احادیث کی تفصیل اگلے مضمون میں آئے گی۔ اس کے بعد انشاء اللہ ضعیف احادیث کی اقسام کے بارہ میں نوٹس آتے رہیں گے۔

علماء حدیث نے کوشش کی ہے کہ متواتر احادیث کو کتب کی صورت میں جمع کریں۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترۃ" میں متواتر احادیث کو جمع کیا ہے۔ اور ابواب کے تحت ان کو مرتب کیا ہے۔ اور اپنی دوسری کتاب "قَطْفُ الْاَزْھَار" میں انہوں نے اپنی اس مذکورہ کتاب کی تلخیص کی ہے۔

اسی طرح محمد بن جعفر الکتّانی نے "نظم المتناثرہ من الحدیث المتواتر" میں متواتر احادیث کو جمع کیا ہے۔

ہر متواتر حدیث لازماً صحیح حدیث ہے۔ حدیث الاحاد کی تمام قسمیں ایسی ہیں جو صحیح۔ حسن اور ضعیف میں سے کسی قسم سے تعلق رکھ سکتی ہیں۔ مثلاً مشہور حدیث صحیح بھی ہو سکتی ہے۔ حسن بھی اور ضعیف بھی۔ اور یہی حال عزیز مستفیض۔ غریب حدیث کا ہو گا۔

○ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: اَتَی النَّبِیَّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْتُ الْبَارِحَۃَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ کَاَنَّ عُنُقِیْ ضُرِبَتْ فَسَقَطَ رَاسِیْ فَاَخَذْتُہٗ فَاَعَدْتُہٗ مَکَانَہٗ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ "اِذَا لَعِبَ الشَّیْطَانُ بِاَحَدِکُمْ فَلَا یُحَدِّثَنَّ بِہِ النَّاسَ"۔

(جابر عبداللہ۔ مسند احمد بن حنبل)

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے گذشتہ رات خواب میں دیکھا کہ میری گردن کاٹ دی گئی ہے اور سر (زمین پر) گر پڑا ہے۔ تب میں نے اپنا سر اٹھا کر اس کی جگہ واپس رکھ دیا یعنی اپنے دھڑ پر۔ (یہ خواب سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے ساتھ (نیند کے وقت) شیطان کھیلے یعنی ایسی شیطانی اور نفسانی خوابیں آئیں تو ہر گز لوگوں کو نہ سنایا کرو۔

○ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْاَلَۃِ، وَسَعْیًا عَلٰی اَھْلِہٖ۔ وَتَعَطُّفًا عَلٰی جَارِہٖ۔ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ وَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ، وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا حَلَالًا مُفَاخِرًا مُکَاثِرًا

مُرَائِیاً، لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَ ھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانَ۔

(ابوھریرہ۔ مسند عبد بن حُمَیْد) بحوالہ المسند الجامع جلد ۱۸ حدیث نمبر ۱۵۰۳۶)

جس نے دنیا کو اس حالت میں طلب کیا کہ اس کی نظر حلال پر ہو وہ سوال سے بچتا ہو۔ اور جو مال کمائے اس کے ساتھ اپنے اہل و عیال کی بہبود کے لئے کوشش کرتا ہو اور اپنے پڑوسی کے لئے ہمدردی رکھتا ہو اور اس سے ملاطفت سے پیش آتا ہو۔ وہ قیامت کے دن (خدا کے حضور) اس حالت میں حاضر ہو گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا۔ اور جس نے دنیا کو اس حالت میں طلب کیا کہ وہ (حرام حلال کو) جائز سمجھتا ہو۔ دنیا کے حصول پر فخر کرتا ہو۔ دنیا کی حرص میں مبتلا ہو اور بہت سامال (اپنے لئے) جمع کرنا چاہتا ہو۔ دنیا کو دکھاوے یعنی ذاتی شان و شوکت کے لئے کماتا ہو۔ وہ اللہ عزوجل کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر بہت ناراض ہو گا۔

○ مَامِنْ شَیْئٍ اُطِیْعَ اللّٰہُ فِیْہِ بِاَعْجَلَ ثَوَابًا مِّنْ صِلَۃِ الرَّحِمِ۔

(ابوھریرہ۔ حسن بن عبدالباقی فی ھامش الاصل۔ بحوالہ مسند الشھاب۔ جلد ۲ صفحہ ۲۷)

خدا کا کوئی حکم جس کے متعلق اس کی اطاعت کی جائے ایسا جلد ثواب نہیں دیتا جیسا صلہ رحمی کرنا۔

○ مَافَتَحَ رَجُلٌ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابَ مَسْاَلَۃٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ فَاسْتَغْنُوْا۔

(ابن عباس۔ البیھیقی بحوالہ مسند ابن الشھاب حدیث نمبر ۵۳۹)

جب بھی کوئی شخص اپنے پر سوال کا دروازہ کھول دیتا ہے تو خدا اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پس قناعت اختیار کرو۔

○ لَایَرُدُّالْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ۔

(اشعث بن قیسؓ۔ مسند الشھاب)

خدا کی تقدیر کو صرف دعا بدلتی ہے اور سوائے نیکی کے کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی یعنی اس میں برکت نہیں ڈالتی۔

○ لَا فَقْرَ اَشَدُّ مِنَ الْجَھْلِ۔ (علی طبرانی فی الکبیر)

کوئی فقر اور غربت ایسی نہیں جیسی جہالت کی غربت۔

○ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ۔ (انس بن مالک۔ احمد۔ ابو یعلی۔ طبرانی)

جو امانت (کا خلق) نہیں رکھتا اس کا ایمان (حقیقی) ایمان نہیں ہوتا اور اس کا کوئی دین نہیں جو اپنے عہد کی پاسداری نہیں کرتا۔

نماز اور حضورِ قلب

از: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب شعبہ تاریخ

جب تک کسی عمل کی عظمت و اہمیت اور اس کے فائدے اور فضیلت کا احساس نہ ہو اس میں توجہ قائم نہیں ہو سکتی۔ اسی پہلو کے پیش نظر نماز کے متعلق...... حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۹۲)

نماز میں توجہ کا قائم نہ رہنا اور حضور قلب نصیب نہ ہونا اس کی بھی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب ایک شخص نے اس سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:۔

"اس کی اصل جڑ امن اور غفلت ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے عذاب سے غافل ہو کر امن میں ہو جاتا ہے تب وساوس ہوتے ہیں۔ دیکھو زلزلے کے وقت اور کشتی میں بیٹھ کر جب کشتی خوفناک مقام پر پہنچتی ہے۔ سب اللہ اللہ کرتے ہیں اور کسی کے دل میں وساوس پیدا نہیں ہوتے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۸۴)

ایک اور موقعہ پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:۔

"انسان کی کوشش سے جو حضور قلب حاصل ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ ...... وضو کرتا ہے۔ اپنے آپ کو کشاں کشاں (البیت) تک لے جاتا ہے۔ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یہانتک انسان کی کوشش ہے اس کے بعد حضور قلب کا عطا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ انسان اپنا کام کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی ایک وقت پر اپنی عطا نازل کرتا ہے۔ نماز میں بے حضوری کا علاج بھی نماز ہی ہے۔ نماز پڑھتے جاؤ۔ اس سے سب دروازے رحمت کے کھل جاویں گے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۶)

نماز میں اپنی زبان میں دعائیں مانگنے سے بھی توجہ اور حضور دل حاصل ہوتا ہے۔ اس نقطہ کو بیان کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

"نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد

پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضور دل پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضور دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آجکل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں۔ جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۴)

حضرت پیر سراج الحق نعمانی .... فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت ...... نماز میں حضور اور لذت اور ذوق و شوق تضرع کیونکر پیدا ہووے فرمایا:

"کبھی مکتب میں پڑھے ہو۔ عرض کیا ہاں پڑھا ہوں۔ فرمایا کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں۔ عرض کیا ہاں پکڑائے ہیں۔ فرمایا پھر کیا حال ہوا۔ عرض کیا کہ میں پہلے تو برداشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ میرے دکھ گئے اور درد ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہو گئے فرمایا پھر کیا ہوا عرض کیا پھر استاد کو رحم آگیا اور کان چھڑا دیئے۔ اور خطا معاف کر دی پھر پیار کر لیا۔ اور کہا جاؤ پڑھو فرمایا یہی حالت نماز میں پیدا کرو جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور کچھ تکان ہو گا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہو گی اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہو گا اور دریائے رحمتِ الٰہی جوش مارے گا پھر حضور اور خشوع و خضوع اور لذت اور ذوق و شوق پیدا ہو جاوے گا لوگ نماز تو جلدی ادا کر لیتے ہیں اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں نظر کہیں ہوتی ہے ہاتھ کہیں ہوتے ہیں۔ دل کسی اور طرف لگا ہوا ہوتا ہے حضور کہاں سے ہو حضور اور ذوق جس کو حلاوت ایمانی کہتے ہیں وہ تو نماز میں ہونی چاہئے بعض راگ اور سروں سے حضور و تضرع اور ذوق حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ فضول ہے وہ ایک آنی اور عارضی ذوق ہوتا ہے جو پائیدار نہیں ہوتا جس کو ایک بار سچا اور حقیقی ذوق اور تضرع حاصل ہو جائے قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہئے اور تہجد کی نماز ضرور پڑھنی چاہئے میں نے عرض کیا کہ سستی کا بھی کوئی علاج ہے فرمایا اس وقت غسل کر لیا کرو سستی دفع ہو جائے گی ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں نماز تہجد سے انسان مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے مقام محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے پھر فرمایا قوالی تو سنی ہو گی میں نے عرض کیا کہ ہاں سنی ہے فرمایا وجد آیا عرض کیا کہ ہاں آیا فرمایا دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے قوالی کے بعد وجد نہیں آتا اسی طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہئے جو حقیقی وجد ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجد ہے جو آناً فاناً سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق شوق و وجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے ایک دفعہ فرمایا کہ حقیقی رونا آجاوے تو ہنسنا کیسا۔ لوگ قوالی میں

روتے ہیں وجد کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جاتی رہتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور بعد میں سب منہیات اور معاصی کے اسی طرح پابند رہتے ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حقیقی لذت ووجد کو قرآن شریف میں فرمایا کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ یہ بات قوالی کے سننے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ عارضی ہے ذوق حقیقی سے ذوق عارضی کو کیا نسبت ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ نماز میں لذت و سرور اور ذوق و شوق کیونکر حاصل ہو فرمایا تم نے کبھی شراب پینے والوں کو دیکھا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا اگر ایک پیالی شراب میں نشہ نہ ہو تو شرابی کیا کرے گا۔ عرض کیا اور پیئے گا۔ فرمایا تب بھی نشہ نہ ہو تو پھر عرض کیا اور پی لیوے گا۔ فرمایا کب تک۔ عرض کیا جب تک نشہ نہ ہو۔ فرمایا یہی حال نماز میں پیدا کرو نماز کا ذوق اور حضور نماز سے ہی ملے گا جب تک لذت و سرور حاصل نہ ہو نماز کو زیادہ دیر تک پڑھو لذت و سرور سب کچھ حاصل ہو جاوے گا فرمایا انسان کی حالت زمین کی حالت سی ہے بعض جگہ پانچ سات ہاتھ پر پانی نکل آتا ہے بعض مقام پر دس بیس ہاتھ پر اور بعض مقام پر پچاس سو ہاتھ پر پانی نکلتا ہے سو انسان جس قدر جدوجہد کرے گا اسی قدر جلد پانی نکلے گا انسان کو دعاؤں اور نمازوں میں تھکنا اور ماندہ ہونا اور سست ہونا نہیں چاہیے جیسے کنواں کھودنے والے ناامید نہیں ہوتے ایک روز ایسا ہوتا ہے کہ پانی نکل آتا ہے سو نماز پڑھنے والا کبھی نہ کبھی رحمت الٰہی کے چشمہ کو پالیتا ہے اور ذوق و شوق کماحقہ حاصل کر لیتا ہے اور یہی انسان کی سعادت اور اس کی خلقت کی علت غائی ہے۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۲ مولفہ پیر سراج الحق نعمانی صاحب اشاعت جون ۱۹۱۵ء)

حضرت مصلح موعود ..... نے "ذکر الٰہی" کے موضوع پر ۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کو بیت نور قادیان میں تقریر کرتے ہوئے نماز میں توجہ قائم رکھنے کے بائیس طریق بیان فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے کہ شریعت نے توجہ قائم رکھنے کے لئے نماز میں ہی کچھ قوانین بتا دیئے ہیں مگر ناواقفیت کی وجہ سے اکثر لوگ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ..... خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک ایسا مادہ رکھا ہے کہ جب وہ کسی چیز کو استعمال کر رہا ہو اور ساتھ ساتھ اس کا فائدہ بھی سوچتا جائے اور اس پر یقین رکھے تو اسے بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔"

حضور نے توجہ کے حصول کے لئے جن بائیس طریقوں اور قوانین قدرت کا ذکر کیا ہے ان میں وضو' بیت میں نماز پڑھنا' قبلہ رخ مونہہ کرنا' (....)' اقامت' صف بندی' نیت نماز' فرائض سے پہلے اور بعد سنتوں کا ادا کرنا' ایسے الفاظ کا استعمال جن سے خدا تعالیٰ کی عظمت کی طرف توجہ پیدا ہو' نماز کے ادا کرنے کی حالت مختلف ہونا۔ الفاظ کو آہستہ آہستہ ادا کرنا' نظر سجدہ گاہ کی طرف رکھنا' ارادہ کر لینا کہ خیالات نہیں آنے دوں گا' بار بار یہ کہنا

کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں' اکیلا نماز پڑھے تو قرأت ایسی ہو کہ کانوں تک آواز پہنچتی رہے' غیر ضروری حرکتوں سے بچنا' دوران نماز چستی کا انداز قائم رکھنا' خیال جہاں سے اِدھر اُدھر ہو وہیں سے دوبارہ شروع کرنا' لغویات سے اعراض اور یہ تصور ذہن میں رکھنا کہ خدا کے حضور کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے شامل ہیں۔ قلبی وارادات کے تعلق میں حضرت مصلح موعود..... ایک دلچسپ قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کسی مسجد کا ملّا ایک دن جماعت کرانے لگا۔ تو اس نے دیکھا کہ مقتدی آسودہ حال ہیں۔ اس پر نماز میں اُسے خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ مجھے تحفے تحائف دیں تو میرے پاس بڑا مال اکٹھا ہو جائے۔ پھر جب مال جمع ہو گیا تو میں اُس سے تجارتی سامان خریدوں گا اور خوب تجارت کروں گا۔ کبھی دلی میں اپنی اشیاء لے جاؤں گا کبھی کلکتے چیزیں لے جاؤں گا۔ غرض اسی طرح وہ خیالات دوڑاتا چلا گیا۔ پھر ہندوستان اور بخارا کے درمیان اُس نے تجارت کی سکیم بنانی شروع کر دی۔ اب بظاہر وہ رکوع اور سجدہ کر رہا تھا مگر خیالات کہیں کے کہیں تھے۔ ایک بزرگ بھی اُن مقتدیوں میں شامل تھے۔ اُن پر کشفی حالت طاری ہوئی اور انہیں امام کے تمام خیالات بتا دیئے گئے۔ اِس پر وہ نماز توڑ کر الگ ہو گئے۔ جب اُس ملّا نے نماز ختم کی۔ تو وہ اُن پر ناراض ہوا اور کہنے لگا۔ تمہیں یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ نماز امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ مسئلہ تو مجھے معلوم ہے مگر میری صحت کچھ کمزور ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلا اور دلی تک گیا۔ پھر دلی سے بخارا گیا۔ اور میں تھک کر رہ گیا اور چونکہ اتنے لمبے سفر کی میں برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے آپ سے الگ ہو گیا۔ اِس پر وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔"

(فضائل القرآن صفحہ ۳۷۷-۳۷۸ تقریر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۶ء بمقام قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام متقی کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"متقی کی دوسری صفت یہ ہے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں۔ متقی سے جیسا ہو سکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے یعنی کبھی اس کی نماز گر پڑتی ہے۔ پھر اسے کھڑا کرتا ہے۔ یعنی متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں اور نماز کو گرا دیتے ہیں۔ لیکن یہ نفس کی اس کشاکش میں بھی نماز کو کھڑا کرتا ہے۔ کبھی نماز گرتی ہے مگر یہ پھر اسے کھڑا کرتا ہے اور یہی حالت اس کی رہتی ہے کہ وہ تکلف اور کوشش سے بار بار اپنی نماز کو کھڑا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت عطا کرتا ہے۔ اس کی ہدایت کیا ہوتی ہے؟ اس وقت بجائے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جس کی نسبت فرمایا ہے

کہ بعض آدمی ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لیے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے اور نماز میں ان کو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے۔ جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اُسے پیتا ہے اور خوب سیر ہو کر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اُسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جس کو کھا کر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہو جاتی ہے۔ وہ نماز اس کے لیے ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے جس کے بغیر وہ سخت کرب اور اضطراب محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے ادا کرنے سے اسکے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جس کو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہو سکتی ہے اور انسان ترقی کر کے ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُسے ذاتی محبت ہو جاتی ہے اور اس کو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لیے کہ وہ نماز اس کی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے۔ اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے۔ اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ جس طرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات اور مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے اس لیے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے اسی لیے کہا گیا کہ نماز مومن کا معراج ہے اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ، راست باز، ابدال، قطب گذرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعہ سے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اس کے لیے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۶۰۴-۶۰۵)

نماز میں کامل توجہ اور حضور قلب انہی کو حاصل ہوتا ہے جن کے عام خیالات و افکار کا مرکز و محور بھی خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات ہی ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ..... کے بچپن کا ایک واقعہ بطور مثال پیش ہے۔ اس کی تفصیل حضور خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"۱۹۰۰ء میرے قلب کو (دینی) احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جبہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اسکے نقش مجھے پسند تھے۔ میں اسے پہن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور ۱۹۰۰ء

نے دنیا میں قدم رکھا۔ تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں۔ اُس کے وجود کا کیا ثبوت ہے۔ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مل جائے۔ تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی۔ کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔

میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا۔ کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو اس وقت میں گیارہ سال کا تھا...... مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اُس وقت میں بچہ تھا اب مجھے زائد تجربہ ہے اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ جن کا میں نے اُوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا۔ اور وہ جبہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہے اور متبرک ہے۔ یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس ہونے کا تھا پہن لیا۔

تب میں نے اُس کوٹھڑی کا جس میں مَیں رہتا تھا۔ دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا۔ خوب رویا۔ اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑونگا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے زمانہ کے ابھی باقی تھے۔ میرا وہ عزم میرے آج کے ارادوں کو شرماتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم میں کیوں رویا۔ فلسفی کہے گا اعصابی کمزوری کا نتیجہ ہے مذہبی کہے گا تقویٰ کا جذبہ تھا۔ مگر میں جس سے یہ واقعہ گزرا کہتا ہوں مجھے معلوم نہیں۔ میں کیوں رویا؟ ہاں یہ یاد ہے کہ اس وقت میں اس امر کا اقرار کرتا تھا کہ پھر کبھی نماز نہیں چھوڑونگا۔ اور وہ رونا کیسا بابرکت ہوا۔ وہ افسردگی کیسی راحت بن گئی جب اس کا خیال کرتا ہوں۔ تو سمجھتا ہوں کہ وہ آنسو ہسٹریا کے دورہ کا نتیجہ نہ تھے پھر وہ کیا تھے؟ میرا خیال ہے وہ شمس روحانی کی گرم کر دینے والی کرنوں کا گرایا ہوا پسینہ تھے۔ وہ مسیح موعودؑ کے کسی فقرہ یا کسی نظر کا نتیجہ تھے۔ اگر یہ نہیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پھر وہ کیا تھے۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۵۱-۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اسوہ کی پیروی ہی رضائے باری تعالیٰ کے حصول کا ذریعہ ہے آپ کی نمازوں میں استغراق کی یہ حالت و کیفیت ہوتی تھی کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اور آپ کو اس کا احساس

اور پرواہ نہ ہوتی صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں محویت کا بھی عجیب عالم ہوتا تھا۔ اُس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہؓ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے۔ جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہونے پر السلام علیکم و رحمتہ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا۔ گویا ایک مقامِ محویت میں جا پہنچا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم و رحمتہ اللہ کہہ کر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جب تک دل میں اس کا اثر نہ ہو چھلکوں سے کیا ہاتھ آ سکتا ہے۔ محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہئے۔ علت غائی حال ہی ہے۔ مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں۔ انسان جب حال پیدا کرلیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کرلیتا ہے کہ بے اختیار اس کی طرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم اس پر طاری ہو جاتا ہے' تو اس وقت اس کیفیت سے انسان گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بن جاتا ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۳)

وساوس و خیالات کی یلغار اور ذہنی و قلبی انتشار و خلفشار صرف عام لوگوں کا مسئلہ نہیں خاص بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض باتوں کی سختی سے تاکید فرمائی کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے نہ گذرا جائے اور اس کے پاس بات چیت اور شور نہ کیا جائے۔ غرض ایسی باتوں سے روکا جو نماز میں حضوری قلب کو متاثر کرتی ہیں۔ خود آپؐ کے بارے میں بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ ایسی چادر میں نماز پڑھی جس کے دونوں طرف حاشیئے تھے۔ نماز میں اتفاق سے حاشیوں پر نظر پڑ گئی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی اُسے ابوجہیم نامی آدمی کو واپس کر کے دوسری چادر منگوالی۔

ایک دفعہ دروازے پر منقش پردہ پڑا ہوا تھا۔ نماز میں اس پر نگاہ پڑی تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اس کو ہٹا دو۔ اس کے نقش و نگار حضورِ قلب میں خلل انداز ہوتے ہیں۔" ("سیرت النبیؐ" شبلیؒ جلد دوم صفحہ ۱۵۷)

درحقیقت عباداتِ نماز میں حضورِ قلب کی کیفیت ہی محبت الٰہی کی بنیاد ہے جو ایک مومن کے دل کی تڑپ ہے۔ اور یہ اللہ کے فضل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

O

اِک بار مانگتا ہوں مجھے بار بار دے
ہاں! بے شمار دے تو مجھے بے شمار دے

میرا طریق دنیا سے ہے مختلف ذرا
پردے سے مانگتا ہوں مجھے پردہ دار دے

میں بھی عجیب شخص ہوں تو بھی عجب سخی
دورِ خزاں میں رونق جشنِ بہار دے

قدموں میں آ گرے ہیں خزانے جہان کے
میں پھر بھی مانگتا ہوں مجھے پھر بھی یار دے

صبحِ یقیں تمازتِ ایمان و آگہی
انوار و ذکر میں بسے لیل و نہار دے

آئیں وہ گھر کو خیر سے اور شان و آن سے
فتح مبین اَے مِرے پروردگار دے

طاہر اسی پہ جان فدا کر بقدرِ زیست
جاں سے عزیز شئے بھی اسی در پہ ہار دے

طاہر عارف

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کے انعامی چیلنج

"یُفِیضُ الْمَالَ حَتّٰی لَایَقْبَلُہٗ اَحَدٌ" (الحدیث)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اہم اعلانات

مرتبہ: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب مربی سلسلہ احمدیہ

(آخری قسط)

آریہ صاحبان اگر وید میں سے خدا کی ہستی اور توحید کے دلائل جو قرآن شریف نے لکھے ہیں دکھادیں تو ہم ہزار روپیہ نقد اُن کو دینے کو تیار ہیں۔

"...... ہم تو اس فیصلہ پر بھی راضی ہیں کہ جس قدر قرآن شریف نے بد عقیدوں اور بد اعمال کا حال بیان کیا ہے یا وہ عقیدے جو قرآن شریف نے بیان فرمائے مگر وید کی رو سے بد عقیدے ہیں ایسا ہی وہ بد اعمال جو دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں مفصل مذکور ہے آریہ لوگ وید میں سے ہم کو نکال دیں ایسے طور سے کہ جیسے غیر فرقے قرآن شریف کو پڑھ کر اس کے قائل ہیں کہ یہ سب باتیں اس میں مذکور ہیں وید کی نسبت بھی یہی اقرار کر سکیں ایسا ہی خدا کی ہستی اور توحید کے دلائل جو قرآن شریف میں لکھے ہیں جو مخالف فرقے اس کے قائل ہیں یہ سب آریہ صاحبان وید میں سے نکال کر ہم کو دکھلا دیں تو ہم **ہزار روپے نقد** ان کو دینے کو تیار ہیں۔ افسوس کہ یہ کس قدر جھوٹ ہے کہ وید کی طرف وہ کمال منسوب کیا جاتا ہے جو اس میں پایا نہیں جاتا۔"

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴)

○

سر الخلافہ کے بالمقابل رسالہ بنانے پر انعام

"یہ کتاب شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے علماء مکفرین کے الزام اور افحام اور انکی مولویت کی حقیقت کھولنے کے لئے بوعدہ انعام ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے۔ ستائیس دن بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے۔ اور یہ ستائیس دن روز اشاعت سے محسوب ہونگے۔" (سر الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۱۵ ٹائٹل)

○

آپ کے عربی رسالہ کے مقابل پر میرے رسالہ میں جتنی غلطیاں زیادہ ہونگی فی غلطی ایک روپیہ آپ کو دیا جائیگا۔

نور الحق۔ کرامات الصادقین اور سر الخلافہ کا جواب لکھنے پر انعام

"اب دیکھو کہ کس قدر آپ کو اس میں فتح میسر آتی ہے۔ اور پھر بعد اس کے کچھ بھی حاجت نہیں کہ آپ روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے لوگوں کو تکلیف دیں۔ یا اس نوکری سے استعفاء دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ کیونکہ جب آپ نے میرا مقابلہ کر دکھایا تو میرا الہام جھوٹا کر دیا۔ تو اس صورت میں میرا تو کچھ باقی نہ رہا۔ پس آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اگر آپ کو علم عربی میں کچھ دخل ہے ایک ذرہ بھی دخل ہے۔ تو اب کی دفعہ تو ہرگز منہ نہ پھیریں۔ اور اگر اس رسالہ میں کچھ غلطیاں ثابت ہوں۔ تو آپ کے بالمقابل رسالہ کی غلطیوں سے جس قدر زیادہ ہونگی۔ فی غلطی ایک روپیہ آپ کو دیا جائیگا۔ پچیس جولائی ۱۸۹۴ء تک اس درخواست کی میعاد ہے۔ اگر آپ نے ۲۵ جولائی ۱۸۹۴ء تک یہ درخواست چھاپ کر بذریعہ کسی اشتہار کے نہ بھیجی تو سمجھا جاویگا کہ آپ اس سے بھی بھاگ گئے۔

اور مسلمانوں کو لازم ہے۔ کہ ان نادانوں کو جو نام کے مولوی ہیں اور اپنے وعظوں اور رسالوں کو معاش کا ذریعہ ٹھہرا رکھا ہے۔ خوب پکڑیں اور ہریک جگہ جو ایسا مولوی کہیں وعظ کرنے کے لئے آوے اس سے نرمی کے ساتھ یہی سوال کریں کہ کہ کیا آپ درحقیقت مولوی ہیں۔ یا کسی نفسانی غرض کی وجہ سے اپنا نام مولوی رکھا ہے۔ کیا آپ نے نور الحق کا کوئی جواب لکھا یا کرامات الصادقین کا کوئی جواب تحریر کیا ہے۔ یا رسالہ سر الخلافہ کے مقابل پر کوئی رسالہ نکالا ہے۔ اور یقیناً یاد رکھیں۔ کہ یہ لوگ مولوی نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ نور الحق وغیرہ رسائل اپنے پاس رکھیں۔ اور پادریوں اور اس جنس کے مولویوں کو ہمیشہ ان سے ملزم کرتے

رہیں۔ اور ان کی پردہ دری کر کے اسلام کو انکے فتنہ سے بچاویں۔ اور خوب سوچ لیں۔ کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے دھوکہ دہی کی راہ سے مولوی کہلا کر صدہا مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ اور اسلام میں ایک سخت فتنہ برپا کر دیا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ"

(اشتہار روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۴۱۷-۴۱۸)

○

اس اقرار پر کہ وہ عظمت اسلام سے خائف نہیں ہوئے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔

پادری عبداللہ آتھم کے لئے ہزار روپیہ انعام

"ہم اپنی فتحیابی کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے اور تمام دنیا کو دکھانے کے لئے کہ کیونکر ہم کو فتح نمایاں حاصل ہوئی۔ یہ سہل اور آسان طریق تصفیہ پیش کرتے ہیں۔ کہ اگر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے نزدیک ہمارا یہ بیان بالکل کذب اور دروغ اور افتراء ہے۔ تو وہ مرد میدان بن کر اس اشتہار کے شائع ہونے سے ایک ہفتہ تک ہماری مفصلہ ذیل تجویز کو قبول کر کے ہم کو اطلاع دیں۔ اور تجویز یہ ہے۔ کہ اگر اس پندرہ مہینہ کے عرصہ میں کبھی ان کو سچائی اسلام کے خیال نے دل پر ڈرانے والا اثر نہیں کیا۔ اور نہ عظمت اور صداقت الہام نے گرداب غم میں ڈالا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اسلامی توحید کو انہوں نے اختیار کیا۔ اور نہ اُن کو اصلاحی پیشگوئی سے دل میں ذرہ بھی خوف آیا۔ اور نہ تثلیث کے اعتقاد سے وہ ایک ذرہ متزلزل ہوئے تو وہ فریقین کی جماعت کے روبرو تین مرتبہ انہیں باتوں کا انکار کریں۔ کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ اور عظمت اسلام نے ایک لحظہ کے لئے بھی دل کو نہیں پکڑا۔ اور میں مسیح کے ابنیت اور الوہیت کا زور سے قائل رہا۔ اور قائل ہوں۔ اور دشمن اسلام ہوں۔ اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں۔ تو میرے پر ایک ہی برس کے اندر وہ ذلت کی موت اور تباہی آوے۔ جس سے یہ بات خلق اللہ پر کھل جائے۔ کہ میں نے حق کو چھپایا۔ جب مسٹر آتھم صاحب یہ اقرار کریں۔ تو ہر ایک مرتبہ کے اقرار میں ہماری جماعت آمین کہے گی تب اس وقت ایک ہزار روپیہ کا بدرہ باضابطہ تمسک لے کر ان کو دیا جائے گا۔ اور وہ تمسک ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عمادالدین کی طرف سے بطور ضمانت کے ہو گا۔ جس کا یہ مضمون ہو گا۔ کہ یہ ہزار روپیہ بطور امانت مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے پاس رکھا گیا۔ اور وہ حسب اقرار اپنے کے ایک سال کے اندر فوت ہو گئے تو اس روپیہ کو ہم دونوں ضامن بلا توقف واپس کر دیں گے۔ اور واپس کرنے میں کوئی عذر اور حیلہ نہ ہو گا۔

اور اگر وہ انگریزی مہینوں کے رو سے ایک سال کے اندر فوت نہ ہوئے تو یہ روپیہ ان کی ملک ہو جائیگا۔ اور ان کی فتحیابی کی ایک علامت ہو گی۔"
(ضمیمہ انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر۹ صفحہ ۵۶۔۵۷)

○

پادری عبداللہ آتھم کے لئے دو ہزار روپیہ کا انعام

"........ اب ہم یہ دوسرا اشتہار دو ہزار روپیہ انعام کے شرط سے نکالتے ہیں۔ اگر آتھم صاحب جلسہ عام میں تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نے پیشگوئی کی مدت کے اندر عظمت اسلامی کو اپنے دل پر جگہ ہونے نہیں دی۔ اور برابر دشمن اسلام رہا۔ اور حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الوہیت اور کفارہ پر مضبوط ایمان رکھا۔ تو اسی وقت نقد دو ہزار روپیہ ان کو بہ شرائط قرارداده اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء بلا توقف دیا جائے گا۔"
(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۶۵)

○

پادری عبداللہ آتھم کے لئے تین ہزار روپے کا انعام

"اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ بمرتبہ سوئم۔ اس تحریر میں آتھم صاحب کے لئے تین ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ اور یہ انعام بعد قسم بلا توقف دو معتبر متمول لوگوں کا تحریری ضمانت نامہ لے کر یہ روپیہ اُن کے حوالہ کیا جاویگا اور اگر چاہیں تو ہم سے پہلے ہی باضابطہ تحریر لے کر یہ روپیہ ان کے حوالہ ہو سکتا ہے۔ یا ایسے دو شخصوں کے حوالہ ہو سکتا ہے۔ جن کو وہ پسند کریں۔ اور اگر ہم بشرائط مذکورہ بالا روپیہ دینے سے پہلو تہی کریں تو ہم کاذب ٹھہریں گے مگر چاہئے کہ ایسی درخواست روز اشاعت سے **ایک ہفتہ** کے اندر آوے اور ہم مجاز ہونگے۔ کہ **تین** ہفتہ کے اندر کسی تاریخ پر روپیہ لے کر آتھم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جائیں لیکن اگر آتھم صاحب کی طرف سے رجسٹری شدہ خط آنے کے بعد ہم تین ہفتہ کے اندر **تین ہزار** روپیہ نقد لے کر امرتسر یا فیروزپور یا جس جگہ پنجاب کے شہروں میں سے آتھم صاحب فرمادیں اُن کے پاس حاضر نہ ہوں تو بلاشبہ ہم جھوٹے ہو گئے اور بعد میں ہمیں کوئی حق باقی نہیں رہے گا جو انہیں ملزم کریں۔ بلکہ خود ہم ہمیشہ کے لئے ملزم اور مغلوب اور جھوٹے متصور ہونگے۔"
(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر۹ صفحہ ۷۱)

○

پادری عبداللہ آتھم کے لئے چار ہزار روپیہ انعام

"اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ بمرتبہ چہارم۔

یہ چار ہزار روپیہ حسب شرائط اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء و ۲۰ ستمبر ۱۸۹۴ء و ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے قسم کھانے پر بلا توقف ان کو دیا جائے گا۔"　　(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۹۷)

○

آریہ یا مخالف صاحبان کے لئے عربی زبان کے مقابل سنسکرت کی خوبیاں ثابت کرنے پر پانچ ہزار روپیہ انعام

"اگر کسی آریہ صاحب یا کسی اور مخالف کو یہ تحقیقات ہماری منظور نہیں تو ان کو ہم بذریعہ اس اشتہار کے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہم نے زبان عربی کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنہ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں۔ جو بتفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے۔
۲۔ عربی اعلیٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے۔ جو فوق العادت ہیں۔
۳۔ عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم و اکمل ہے۔
۴۔ عربی کی ترکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں۔
۵۔ عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔

اب ہر ایک کو اختیار ہے۔ کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اور زبان میں ثابت کرے یا اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد ہمیں اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ کہ وہ کیونکر اور کس طور سے اپنی تسلی کرنا چاہتا ہے یا اگر اس کو ان فضائل میں کچھ کلام ہے۔ یا سنسکرت وغیرہ کی بھی کوئی ذاتی خوبیاں بتلانا چاہتا ہے۔ تو بے شک پیش کرے ہم غور سے اس کی باتوں کو سنیں گے۔ مگر چونکہ اکثر وہمی مزاج اس قسم کے بھی ہر ایک قوم میں پائے جاتے ہیں کہ یہ خدشہ ان کے دل میں باقی رہ جاتا ہے کہ شاید سنسکرت وغیرہ میں کوئی

ایسے چھپے ہوئے کمالات ہوں جو انہی لوگوں کو معلوم ہوں جو ان زبانوں کی کتابوں کو پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ کسی آریہ صاحب یا کسی اور صاحب کی درخواست آنے پر پہلے ہی ایسی جگہ داخل کرادیا جائے گا جس میں وہ آریہ صاحب یا اور صاحب بخوبی مطمئن ہوں۔ اور سمجھ لیں کہ فتح یابی کی حالت میں بغیر جرح کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائیگا۔ مگر یاد رہے کہ روپیہ جمع کرانے کی درخواست اس وقت آنی چاہئے جبکہ تحقیق السنة کی کتاب چھپ کر شائع ہو جائے۔ اور جمع کرانے والے کو اس امر کے بارے میں ایک تحریری اقرار دینا ہو گا۔ کہ اگر وہ پانچ ہزار روپیہ جمع کرانے کے بعد مقابلہ سے گریز کر جائے یا اپنی لاف گزاف کو انجام تک پہنچا نہ سکے تو وہ تمام حرجہ ادا کرے جو ایک تجارتی روپیہ کے لئے کسی مدت تک بند رہنے کی حالت میں ضروری الوقوع ہے۔" (ضیاء الحق۔ روحانی خزائن جلد نمبر۹ صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲)

O

عیسائیوں کے لئے مباہلہ ---- دو ہزار روپیہ انعام

"یہ بھی مناسب دیکھتا ہوں کہ چونکہ عیسائیوں کا مذہبی عناد بہت بڑھ گیا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ روز کا جھگڑا طے کرنے کے لئے ساتھ ہی اسلام اور عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کر لیں۔ اگر عیسائی لعنت کے لفظ سے متنفر ہیں تو اس لفظ کو جانے دیں بلکہ دونوں فریق یہ دعا کریں کہ یا اِلٰہ العالمین اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے اور مریم کا بیٹا ہرگز خدا نہیں تھا بلکہ ایک انسان تھا اور نبی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسول اور خاتم الانبیاء تھے۔ اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا وہی تھا جس نے زمین و آسمان پیدا کیا اُسی کے خون سے دنیا کی نجات ہو گئی۔ اور خدا تین اقنوم ہیں باپ بیٹا روح القدس اور یسوع تینوں کا مجموعہ کامل خدا ہے اب اے قادر ان دونوں گروہ میں اس طرح فیصلہ کر کہ جو ہم دو فریق میں سے جو اس وقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر۔ کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمی کا مرنا بہتر ہے۔

غرض ہر ایک فریق ہم میں سے اور عیسائیوں میں سے دعا کرے اس طرح پر کہ اول ایک فریق یہ دعا کرے

اور دوسرا فریق آمین کہے اور پھر دوسرا فریق دعا کرے اور پہلا فریق آمین کہے اور پھر ایک سال تک خدا کے حکم کے منتظر رہیں اور میں اس وقت اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ ان دونوں مباہلوں میں دو ہزار روپیہ ان عیسائیوں کے لئے جمع کرا دونگا جو میرے مقابل پر مباہلہ کے میدان میں آویں گے یہ کام نہایت ضروری ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ زندہ اور قادر خدا ہمارے ساتھ ہے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔

اب اس مباہلہ سے یہ بڑا فائدہ ہو گا کہ پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ کس قوم کے ساتھ خدا ہے اور اگر عیسائی قبول نہ کریں تو لعنت کا ذخیرہ ان کے لئے آسمان پر جمع ہو گا اور لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے مخاطب ڈاکٹر کلارک۔ پادری عمادالدین۔ حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق۔ منشی صفدر علی بھنڈارہ۔ پادری فتح مسیح۔ اور ہر ایک ایسا شخص جو پادری اور معاند اسلام ہو درخواست کرے۔ یہ طریق فیصلہ بہتر ہے تا دنیا روز کے جھگڑوں سے نجات پاوے۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ والسلام علٰی مَن اتبع الھدیٰ

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳)

○

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم اعلان

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف کی پہلی سورۃ فاتحہ کے حقائق و معارف کے مقابل پر عیسائی دنیا کو چیلنج دیا کہ اگر ”وہ اپنی توریت یا انجیل کو معارف یا حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے میں کامل سمجھتے ہیں تو ہم بطور انعام پانچ سو روپیہ نقد ان کو دینے کے لئے تیار ہیں“

نیز فرمایا ”اگر یہ روپیہ تھوڑا ہو تو جس قدر ہمارے لئے ممکن ہو گا ہم ان کی درخواست پر بڑھا دیں گے۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۰)

اس انعامی چیلنج کے مقابل پر عیسائی دنیا نے سورۃ فاتحہ کے مقابل پر کوئی معارف یا حقائق پیش نہ کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء میں اس انعامی چیلنج کو دہراتے ہوئے یہ اہم اعلان فرمایا کہ:-

”عیسائی دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج آج بھی قائم ہے۔ توریت اور انجیل کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ میں جماعت احمدیہ کا امام ہونے کی حیثیت سے انعامی رقم میں سو گنا اضافہ کرنے کا اعلان کرتا ہے۔

اس اقتباس کے آخری فقرہ کو سن کر مجھے یہ خیال آیا کہ یہ ایک ایسا چیلنج ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوۃ والسلام کی زندگی کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ قیامت تک کے لئے قائم ہے۔ اور اس چیلنج میں آپ نے اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا۔ کہ اگر عیسائی اس رقم کو حقیر سمجھنے کا بہانہ کر کے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ تو ہم اپنی استعداد کے مطابق اس رقم کو بڑھا دیں گے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور احسان کے ساتھ ہماری مالی طاقت اور استطاعت کو بڑھا دیا ہے۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ کا امام ہونے کی حیثیت سے عیسائی دنیا کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ ہم سے اس رقم سے سو گنا زیادہ (یعنی پچاس ہزار روپیہ) نقد وصول کریں۔ بشرطیکہ جو حقائق و معارف سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں۔ اسی قسم کے حقائق و معارف وہ اپنی تمام کتب کے مجموعے سے پیش کرے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ انہیں اس چیلنج کو قبول کرنے کی کبھی ہمت نہیں پڑے گی کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کے ذریعہ قرآن کریم کی تعلیم کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جو دنیا کو ایک وقت تک فائدہ پہنچا کر اور اپنا کام ختم کر کے خدا تعالیٰ کی تقدیر سے منسوخ کر دی گئیں۔" (روزنامہ الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء)

یہ وہ عظیم الشان چیلنج ہے جس کے بعد آج تک عالم عیسائیت خاموش ہے۔ اور کوئی بھی میدان میں نہیں آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک کروڑ روپیہ کا انعامی چیلنج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہوئے ازالہ اوہام میں یہ چیلنج دیا گیا تھا کہ:۔

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد و نظم و نثر' قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ اور آئندہ اس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا۔" (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰۳)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۴ء کے اختتامی خطاب میں تمام دنیا .... کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"....... مسائل کا اصل حل تو مسیح کے نازل ہونے میں ہے اور ان کے ذریعہ ...... عالمی غلبہ نصیب ہو گا اس صدی کے گزرنے میں چند سال باقی ہیں۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تم سب مل کر اگر کسی طرح مسیح کو اتار دو

صدی سے پہلے پہلے تو میں تم میں سے ہر ایک کو کروڑ روپیہ دوں گا۔........ پھر خیال آیا کہ مسیح تو بہت پاک وجود ہے اسے کہاں سے اتار سکتے ہیں' دجال کے گدھے کو ہی پیدا کر دے۔ اگر صدی کے ختم ہونے سے پہلے دجال کا گدھا ہی بنا کے دکھا دو جس کے آئے بغیر مسیح نے نہیں آنا تو پھر ایک ایک کروڑ روپیہ ہر مولوی کو ملے گا۔ اور یہ دعویٰ میرا آج بھی قائم ہے۔ اب تو اس قسم کے چیلنجوں کے وقت آ گئے ہیں۔ مسیح کو اتارو اور جھگڑا ختم کرو۔

میں اور میری جماعت پہلے ہی مسیح کو مانے ہوئے ہے۔ ایک اور مسیح کو ماننے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا آنے والا تو آ چکا ہے۔ اب کوئی نہیں آئے گا۔ اب دلیلوں کے وقت نہیں رہے بلکہ ایسے آسمانی نشانات کے وقت ہیں جو متقیوں پر الہام اور کشوف کی صورت میں اتریں گے۔........ اس کو آسمان سے اتار کر دکھاؤ' جماعت احمدیہ کے خزانے ختم نہیں ہوں گے اور تمہیں کروڑ کروڑ کی تھیلیاں عطا کرتے جائیں گے مگر تمہارے نصیب میں آسمان سے ایک کوڑی کا بھی فیض نہیں۔" (خلاصہ اختتامی خطاب مطبوعہ بدر ۱۲/۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

روزنامہ الفضل ربوہ کی اشاعت بڑھایئے

روزنامہ الفضل ربوہ جماعت احمدیہ کا واحد روزنامہ ہے۔ یہ وہ روحانی نہر ہے جو ہر روز احمدی گھرانوں کو سیراب کرتی ہے۔ اور ان کے ایمانوں کو نئی توانائی بخشتی ہے۔ یہ اخبار احادیث نبویہ' ارشادات حضرت مسیح موعود خلفائے سلسلہ احمدیہ کے زندگی بخش کلمات آپ تک پہنچاتا ہے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ' تقاریر' مجالس عرفان' دوروں کی رپورٹس اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں کے حوالے سے گویا ہر احمدی اور پیارے آقا ایدہ اللہ کے درمیان ایک مضبوط رابطے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں ایم ٹی اے کے تازہ پروگرام شائع کئے جاتے ہیں۔ نیز سیرت اور تاریخ احمدیت اور تاریخ عالم کے اہم واقعات اس اخبار کا ایک اہم اور ایمان افروز حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے علمی' سائنسی اور معلوماتی مضامین اس کی زینت ہوتے ہیں۔ تازہ عالمی' ملکی خبریں اور جماعتی اعلانات سے بھرپور ہوتا ہے۔

ہر احمدی کو چاہئے کہ اس کو خود پڑھے اور دوسروں کو بھی تلقین کرے۔ (مینجر)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔" (کشتی نوح)

O

دل آشنائے درد بھی دے، چشم تر بھی دے
تیرے خمار میں رہے جو مست سر بھی دے

دامن تہی ہے عشق و محبت کے درد سے
اس کو تو اپنے درد محبت سے بھر بھی دے

منزل ہے دور اور میں بیکس شکستہ پا
ہمت بھی، زادراہ بھی دے، بال و پر بھی دے

تیرے ہی آستاں پر جو ہر دم جھکا رہے
سر بھی وہ آپ ہی مجھے دے سنگ در بھی دے

دل دے جو تیرے درد میں ہر دم تپاں رہے
جو تیرے غم میں خوں فشاں ہو وہ جگر بھی دے

ہر گام ساتھ ساتھ رہے تو بھی ہم سفر
منزل بھی، راہ گذر بھی دے، ذوق سفر بھی دے

دل دے ترا جو محرم راز نہاں بھی ہو
واقف جو کوئے یار سے ہو وہ نظر بھی دے

حیراں کھڑا ہوں ظلمت راہ حیات میں
اس شام بے چراغ کو نور سحر بھی دے

نا اہل نابکار ہوں نادار و بے ہنر
اس شاخ بے ثمار کو شیریں ثمر بھی دے

منظور احمد سالک ربوہ

سالانہ اجتماع انصار اللہ ضلع لاہور

منعقدہ مورخہ ۱۱۔ اپریل ، یکم ، ۲ مئی ۱۹۹۹ء

مرسلہ: کریم احمد خاں صاحب نائب ناظم عمومی

مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کا اجتماع دو حصوں میں منعقد ہوا۔ پہلا حصہ پکنک کی صورت میں باغ جناح میں ۱۱۔ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوا جس میں ورزشی مقابلہ جات فٹ بال۔ والی بال۔ بیڈ منٹن۔ متفرق دوڑیں۔ رسہ کشی کلائی پکڑنا۔ گولہ پھینکنا۔ سائیکل ریس۔ SLOW سائیکلنگ۔ کلائی اور کشتی شامل تھے۔ اس پروگرام کا افتتاح مکرم ملک طاہر احمد صاحب ناظم ضلع نے کیا۔ اس پروگرام میں 465 انصار نے شرکت کی۔ گرمی کی شدت کے باوجود انصار نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ 30-12 پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے اختتامی خطاب فرمایا 1.00 بجے نماز ظہر و عصر کے بعد شرکاء کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس پکنک میں ۱۰ مجالس کے ۶۳ سائیکل سوار شامل تھے۔ فرسٹ ایڈ کے لئے دو ڈاکٹر صاحبان کی خدمات بھی حاصل کی گئیں تھیں۔

اجتماع کا دوسرا حصہ خدا کے فضل سے یکم مئی کو نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد دارالذکر میں شروع ہوا محترم عبدالحلیم طیب صاحب ناظم علاقہ نے اجلاس کی صدارت کی صدارتی خطاب کے بعد علمی مقابلے شروع ہوئے۔ تلاوت۔ نظم۔ تقریر اور مضمون نویسی کے لئے احباب نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ رات دس بجے علمی مقابلوں کا اختتام ہوا

۲۔ مئی ۱۹۹۹ء اجتماع کا آغاز نماز تہجد سے ہوا جس کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ درس قرآن۔ حدیث اور ملفوظات کے بعد وقفہ برائے سیر تھا جس کے بعد احباب کو ناشتہ دیا گیا۔

اجلاس اول کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا محترم طاہر ملک صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ اس دوران پرچہ ذہانت بھی حل کروایا گیا۔ اجلاس دوم محترم چوہدری حمید نصراللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس دوران مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ جس کے بعد کھانے اور نماز ظہرو عصر کے لئے وقفہ تھا۔

اختتامی اجلاس محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر انصار اللہ پاکستان کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت۔ عہد اور نظم کے بعد محترم صدر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کا ذکر کیا

جس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ایک اقتباس تھا آپ نے دینی علوم سے واقفیت۔ استغفار حقوق العباد۔ حقوق اللہ۔ بدیوں سے بچنا اور نمازوں کی ادائیگی کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔ اس بارہ میں محترم صدر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد پیش فرمایا:۔

"ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار۔ توبہ۔ دینی علوم کی واقفیت۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو مد نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو۔ بچو" (ملفوظات جلد سوم ۲۲۲۔۲۲۱)

خلافت سے وابستگی اور MTA سے استفادہ کرنے پر بھی زور دیا۔ اور دینی علوم کی واقفیت کے لئے قرآن مجید۔ احادیث۔ نبویہ۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ اور MTA بالخصوص حضور کے پروگراموں سے استفادہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ MTA سے استفادہ بھی انہیں .... بہت اونچا لے جا سکتا ہے۔ اس طرح آپ نے خلافت سے وابستگی اور اطاعت کی طرف بھی توجہ دلائی۔

محترم صدر صاحب کے خطاب کے بعد مندرجہ ذیل احباب کو انعامات سے نوازا گیا:۔

۱۔ محترم شیخ ریاض محمود صاحب ۲۔ محترم محمد اسلم بھروانہ صاحب۔ ۳۔ محترم تنویر باجوہ صاحب ۴۔ محترم محمد الیاس صاحب ۵۔ خاکسار کریم احمد خان۔

اجتماع کے موقع پر ضلع لاہور کی ۱۰۰% شہری اور دیہاتی مجالس کی نمائندگی تھی شہری علاقوں سے ۸۱۵ اور دیہاتی مجالس سے ۳۵ انصار نے شرکت کی۔

محترم صدر صاحب نے اختتامی دعا کرائی اور محض خدا کے فضل سے ضلع لاہور کا یہ سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع کی کامیابی کے لئے درج ذیل ضلعی کارکنان نے بڑی محنت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

محترم شیخ ریاض محمود صاحب۔ محترم عبدالحفیظ گوندل صاحب۔ محترم محمد اسلم بھروانہ صاحب۔ محترم محمد رشید احمد صاحب۔ محترم محمد سلیم صدیقی صاحب۔ محترم بشارت صدیقی صاحب۔ محترم تنویر باجوہ صاحب۔ محترم محمد سرور ظفر صاحب۔ محترم رشید خالد صاحب۔ محترم تبسم مقصود ملک صاحب۔ محترم میاں مبارک علی صاحب۔ محترم مرزا نسیم بیگ صاحب۔ محترم حفیظ اللہ خان صاحب۔ محترم بشیر وڑائچ صاحب۔ محترم میاں احمد سعید صاحب۔ محترم مسعود ناصر صاحب۔ محترم الیاس احمد صاحب۔ محترم محمود احمد صاحب۔ محترم نیاز احمد صاحب۔ محترم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب۔ محترم شیخ بشیر احمد صاحب۔ محترم مسعود اقبال صاحب۔ محترم عبدالمتین ملک صاحب۔

ایڈیٹر کی ڈاک

مکرم محمد ادریس صاحب چائلڈ سائیکالوجسٹ ویلڈ اسٹا جارجیا (امریکہ) نے ماہنامہ انصار اللہ کے شمارہ اپریل ۱۹۹۹ء کے ایک مضمون "دماغ۔ چند اہم باتیں" پر تبصرہ کیا ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ مراسلہ نگار لکھتے ہیں:۔

انصار اللہ برائے اپریل ۱۹۹۹ء ملا۔ جزاک اللہ خیراً "دماغ۔ چند اہم باتیں والا مضمون شامل اشاعت ہے۔ آپ کی نگہ انتخاب قابل ستائش ہے۔ اس موضوع پر وسیع تحقیق کے باوصف ہمارا علم محدود ہے۔ جس کی ایک وجہ دماغ کی محیرالعقول پیچیدگیاں ہیں۔ دماغ کی ہیئت کذائی اور کارکردگیاں تحقیق کی دو الگ الگ روشیں ہیں۔ اگرچہ دونوں میں دستانہ اور ہاتھ کا تعلق ہے مذکورہ مضمون میں دونوں پر روشنی ڈالتے ہوئے۔ دماغ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

بالائی۔ وسطی اور زیریں۔ جو اپنی جگہ ٹھیک ہو گا لیکن اصل بات اس سے ذرا مختلف ہے اگر ہم اپنے ماتھے کے درمیان سے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی لائین گردن کے پچھلے حصہ تک لگائیں تو دماغ کو دو حصوں میں منقسم سمجھا جا سکتا ہے۔ یعنی دایاں اور بایاں حصہ۔ دایاں حصہ جو ہمارے بائیں ہاتھ سے جڑتا ہے اس کا کئی کاموں میں سے بڑا کام تخلیقی کارکردگی ہے جو مختلف چھوٹی چھوٹی معلومات کو ہم آہنگ کرتا ہے۔ بایاں حصہ جو دائیں ہاتھ سے ملتا ہے اس کا بڑا کام ہم آہنگ کا اجزاء میں تجزیہ کرتا ہے۔ زبان دانی اس کی اہم کارکردگی ہے۔ مزید یہ کہ اگر ہم سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی لائین ایک کان سے دوسرے کان سے ملا دیں تو دماغ کے چار حصے ہو گئے Frntal Lobe (فرن ٹل لوب) جو ماتھے کے بالکل پیچھے ہے۔ زیادہ تر اس کا کام وقتی اور فوری فیصلے کر کے رہنمائی کرنا ہے جس کا تعلق توجہ اور انہماک سے گہرا ہے۔ اس کی مثال پائیلٹ کی طرح ہے۔ Temprol Lobe (ٹمپورل لوب) بائیں کان کے پیچھے ملتی ہے۔ OCCIPITAL Lobe (آک سی پی ٹل لوب) سر کے عقب میں واقع ہے اگر اول الذکر کا تعلق کب یعنی زمان سے ہے تو موخرالذکر کا تعلق کہاں پر یا مکان سے ہے۔ زمان و مکان پر قابو کی صلاحیت ذہانت کا اہم ترین جزو ہے۔ Parital Lobe (پے رائیٹل لوب) بالائی حصہ کا ایک حصہ ہے۔ جو ہماری چھونے کی حس و حرکت (moter) کرنے کو کنٹرول کرتا ہے۔

یہ تحقیق ایک روسی ماہر Luria کی رھین منت ہے یہ امر ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ کہ دماغ جزواً نہیں بلکہ ہمیشہ ایک کل کی حیثیت سے کام کرتا ہے

مضمون مذکورہ میں آئی کیو ٹسٹوں کو مطعون بنایا گیا ہے یعنی ان سے دماغی و عقلی صلاحیت کا اندازہ مشکل ہے۔ یوں تو دماغ کی ۱۲۸ صلاحیتوں کی ۱۹۶۵ء سے نشاندہی ہو چکی ہے۔ ان سب کو ٹسٹ کرنے کے لئے تو کئی ماہ درکار ہوں گے۔ ویسے بھی مضمون بالا میں ذکر آ چکا ہے کہ ہم صرف دس فیصد دماغی صلاحیتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ضروری نہیں کہ چند منتخب وسیع پیمانہ پر استعمال ہونے والی صلاحیتوں (جیسے ذخیرہ الفاظ وغیرہ) کو جانچ لیا جائے وبس اور اس سے پیش از وقت کامیابی یا ناکامی کا اندازہ پیش کیا جائے جو سکور کی شرح کرنا کہلاتا ہے۔ یہ اس وقت کی تنقید ہے جب صرف دو عدد آئی کیو ٹسٹ دستیاب تھے۔ ورنہ آج کل نہ صرف دونوں میں ترمیم ہو چکی ہے بلکہ کئی نئے ٹسٹ (مثلاً بعض Luria لیوریا کی ریسرچ پر مبنی) منصّۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ پھر مضمون میں کہا گیا ہے کہ جو شخص ٹسٹ کیا جاتا ہے وہ کم سکور کی وجہ سے کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو دراصل ٹسٹ کا ضمنی نتیجہ ہے نہ کہ اصل مقصد۔ کسی فرد پر سکور کا اطلاق کرنا اس کا غلط استعمال ہے اصل مقصد پہلے دن سے ہی جماعت بندی رہا ہے جس طرح سکولوں یا فوجی نظام میں۔ آئی کیو ٹسٹ راقم کے پیشہ کا حصہ ہے۔ مضمون میں برقی کیمیائی پیغام کو Tendrills لکھا گیا ہے جو میرے نزدیک Dendrites ہونا چاہئے۔ دماغ کا معتدبہ حصہ پانی ہے اور باقی جھلی۔ اگر ہاتھ میں پکڑنے کی کوشش کی جائے تو وہ انگلیوں میں سے سرک جائیگا۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے اعلان

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے عموماً اگست کے آخری عشرہ میں انٹرویو لیا جاتا ہے اور اس وقت تک پاکستان کے تمام ایجوکیشن سیکنڈری بورڈز کی طرف سے نتیجہ کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدواران کی طرف سے درخواستیں نتیجہ نکلنے کے بعد موصول ہوتی ہیں جس کی وجہ سے درخواستوں پر کاروائی کے لئے انٹرویو سے پہلے وقت کم ملتا ہے۔ لہٰذا احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ جو نوجوان اپنی زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ میٹرک کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے اپنی درخواستیں مقامی امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان کو بھجوا دیں تاکہ انٹرویو سے پہلے ضروری کاروائی مکمل کی جا سکے۔ نیز نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد نتیجہ کی اطلاع دیں اور سرٹیفکیٹس کی نقول ارسال کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

نعت

مقام شفیع الوریٰ اللہ اللہ!   خدا خود ہے محو ثنا اللہ اللہ!

جسے بے کس و بے نوا سب نے سمجھا   وہ نکلا شہ دوسرا اللہ اللہ!

خداوند عالم ہے مشتاق جس کا   محمدؐ ہے وہ دلربا اللہ اللہ!

ہوا اِنّی مَعَ اللّٰہِ وقت سے ظاہر   مقام حبیب خدا اللہ اللہ!

ہوئی ہے بنام محمدؐ ہی آخر   غم لا دوا کی دوا اللہ اللہ!

یہ ساقی ہے وہ جس نے مردہ دلوں کو   دیا جام آب بقا اللہ اللہ!

محمدؐ کے دم سے معطر ہے اب تک   حریم جہاں کی فضا اللہ اللہ!

یہ سرمایہ ناز کیا کم ہے ہمدم
کہ مصلح ہے اس کا گدا اللہ اللہ!

مولانا مصلح الدین راجیکی

Monthly **Ansarullah** Rabwah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL – 92 August, 1999.

اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"................ للّٰہی وقف محض اُس صورت میں اسم بامسمّٰی ہو گی کہ جب تمام اعضا للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں یا ایک مصفا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفاء تام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجہ کاملہ پر للّٰہی طاعات و خدمات پہنچ جائیں تو اس صبغۃ اللہ کی برکت سے اس وصف کے انسان کے قویٰ اور جوارح کی نسبت وحدت شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں۔ کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوتیں للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پر ہو کر اور اُس کی خواہشوں کی تصویر بن کر اس لائق ہو جاتی ہیں کہ اُن کو اُسی کا روپ کہا جاوے وجہ یہ کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء پورے طور پر اُسکی مرضی اور ارادہ کے تابع ہوتے ہیں ایسا ہی کامل انسان اُس درجہ پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کی مرضیات و ارادات سے موافقتِ تامّہ پیدا کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت اور مالکیت اور معبودیت اور اُس کی ہریک مرضی اور خواہش کی بات ایسی ہی اُس کو پیاری معلوم ہوتی ہے کہ جیسی خود خدا تعالیٰ کو۔ سو یہ عظیم الشان للّٰہی طاعت و خدمت جو پیار اور محبت سے ملی ہوئی اور خلوص اور حنفیّتِ تامّہ سے بھری ہوئی ہے یہی اسلام اور اسلام کی حقیقت اور اسلام کا لب لباب ہے جو نفس اور خلق اور ہوا اور ارادہ سے موت حاصل کرنے کے بعد ملتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۲)